مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ بناتِ اہلسنت سرگودھا

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 7 | فروری 2016 | شمارہ 2

موسم سرما اور انسانی صحت

بایزید بسطامیؒ اور یہودی عالم کا مکالمہ

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

اسلام کیسے پھیلا۔۔۔؟

ناشر
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
www.ahnafmedia.com

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ

بناتِ اہلسنّت سرگودھا

جلد نمبر 7 | فروری 2016 | شمارہ نمبر 2

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

خط و کتابت کا پتہ

دفتر رسائل و جرائد
مرکز اہل السنّت والجماعت
87 جنوبی سرگودھا
mag@ahnafmedia.com

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے
www.ahnafmedia.com

سرکولیشن منیجر
0332-6311808
صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsApp
+923062251253

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ
سالانہ زرتعاون 300 روپے

ناشر مرکز اہل السنّۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

اسے جبار کہتے ہیں، اسے قہار کہتے ہیں!!! 5
مولانا الطاف منہاس شہید

اسلام کیسے پھیلا؟؟ 7
اداریہ

اسلام کی حقانیت غیر مسلم دانشوروں کی نظر میں 12
ایمن فاطمہ

سلمان فارسی کے اسلام لانے کا ایمان افروز واقعہ.....15
معظمہ کنول

بایزید بسطامی اور یہودی عالم کا مکالمہ 36
انعم کمال

ابھی توبہ کیجیے!.....41
فائزہ بتول

ام المومنین سیدہ جویرہ رضی اللہ عنہا 48
لبنیٰ اشفاق

اولاد کی تربیت 51
مولانا میر زاہد کھیالوی

ظہیر الدین محمد بابر.....55
امان اللہ کاظم

موسم سرما اور انسانی صحت 60
ڈاکٹر عبدالحق

www.ahnafmedia.com

درسِ قرآن

"یٰاَیُّهَاالَّذِینَ آمَنُواا تَّقُوْااللّٰهَ وَابْتَغُوْااِلَیْهِ الْوَسِیلَةَ وَجَاهِدُوا فِی سَبِیلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" (القرآن)

وسیلہ کا ایک معنی یہ ہے کہ ایک مقام ہے میدان حشر میں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنایا ہے اور یہ دعا مانگنی چاہیے اللہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ عطا فرمائے یہ بھی ٹھیک ہے۔ اور فرمایا: وسیلہ کا ایک معنی یہ ہے کہ جس طرح نیک اعمال کے ذریعے خدا کا قرب ملتا ہے، اور نیک اعمال کا وسیلہ دے کر خدا سے مانگنا جائز ہے، اسی طرح انبیاء اور صلحاء کے قربت اور مجلس سے بھی خدا کا قرب ملتا ہے لہٰذا انکا وسیلہ بھی جائز ہے۔

حضرت عمر نے حضرت عباس کا وسیلہ دیا:

پھر حضرت نے وہاں پر دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ ایک حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ دے کر خدا سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے ان کو بارش عطا فرمادی۔

نبی کریم کا وسیلہ دے کر دعا:

اور دوسری حدیث نقل کی ایک صحابی آئے اور ان کی بینائی کا مسئلہ تھا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا مانگا کرو یہ دعا اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سکھائی ہے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ"

سنن ترمذی: رقم 3578

اے اللہ! میں تجھے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دے کر دعا مانگتا ہوں اس صحابی نے دعا مانگی تو خدا نے اس کی دعا قبول فرمالی۔

www.ahnafmedia.com

درسِ حدیث

مستدرک علی الصحیحین میں روایت موجود ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: یا رب أسألك بحق محمد لما غفرت لی "اے اللہ میں میں تجھ کو محمد کا واسطہ دے کر دعا مانگتا ہوں کہ میرے گناہ کو معاف کر دیں۔

اے اللہ میں محمد کا وسیلہ دے کر دعا مانگتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے پوچھا "و کیف عرفت محمدا ولم أخلقه "میں تو حضرت محمد کو پیدا نہیں کیا اے آدم آپ نے محمد کو کیسے پہچان لیا ہے؟ انہوں نے کہا "لما خلقتنی بیدك" اے اللہ جب آپ نے مجھے پیدا فرمایا "ونفخت فی من روحك" اے اللہ اس وقت جب آپ نے میرے بدن میں روح کو ڈالا ہے، "رفعت رأسی" میں نے سر اٹھایا "فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله" میں نے عرش کے پاؤں میں لکھا ہوا دیکھا "لااله الا الله محمد الرسول الله" مجھے اس وقت یقین آ گیا " فعلمت أنك لم تضف إلی اسمك إلا أحب الخلق إلیك" اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام آپ لکھتے ہیں جو آپ کو پوری کائنات میں محبوب ہوتا ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں "صدقت یا آدم" آدم آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے، "إنه لأحب الخلق إلی" مجھے پوری مخلوق میں زیادہ میرا محمد محبوب ہے، "سالتنی بحقه قد غفرت لك" تو نے میرے محمد کا وسیلہ دے کر مانگا میں نے تجھے معاف کر دیا۔

(مستدرک حاکم رقم الحدیث:4228)

ہم اہل السنت والجماعت ہیں، ہم قرآن والی دعا بھی مانتے ہیں اور حدیث والی دعا بھی مانتے ہیں۔ کوئی وسیلہ دے تو بھی ٹھیک ہے اور وسیلہ نہ دے تو بھی ٹھیک ہے، لیکن وسیلہ کا انکار نہ کیا جائے۔

www.ahnafmedia.com

اسے جبار کہتے ہیں، اسے قہار کہتے ہیں!!!

.....مولانا الطاف منہاس رحمۃ اللہ علیہ

اسے جبار کہتے ہیں اسے قہار کہتے ہیں
چھپا لیتا ہے عیبوں کو اسے ستار کہتے ہیں

وہ شاہ ہے بادشاہوں کا خدا ہے ناخداؤں کا
اچھالے تخت شاہوں کا بھرے دامن گداؤں کا

وہ مالک ہے زمینوں کا زمانوں کا مکانوں کا
وہ خالق ہے ستاروں کا نظاروں کا خزانوں کا

دنوں میں اسکی عظمت ہے پوشیدہ راز راتوں میں
یہ عزت اور ذلت کے ترازو اس کے ہاتھوں میں

کئی نمرود جیسوں کو وہ مچھر سے مرواتا ہے
کئی فرعون جیسوں کو وہ پانی میں گراتا ہے

کہیں پر ہاتھیوں کو ابابیل سے مروا دے
کہیں پر وہ ہزاروں کو تین سو تیرا سے پٹوا دے

www.ahnafmedia.com

بھڑکتی آگ ابراہیم پر گلزار کر دے وہ
شب ہجرت کفر کے وار کو بیکار کر دے وہ

وہی جس نے صدیق اکبر کو بخشی عظمتیں ساری
عمر خطاب کے بیٹے کو دے دی ہیں رفعتیں ساری

غنی عثمان کو اس نے حیا کا تاج پہنایا
اسی نے حیدر کرار سے مرحب کو مروایا

اسی نے دی معاویہ کو حکومت بیس سالوں کی
اسی نے شان سمجھائی نبی کے ساتھ والوں کی

اسی رب کے لئے حیدر کے شہزادے کٹے کربل
اسی رب کا قرآن پڑھتے ہوئے حسین ہو گئے مقتل

اسی نے ابو حنیفہ کو فقاہت دی ذہانت دی
اسی نے مالک و احمد و شوافع کو امامت دی
وہی مولا وہی داتا وہی ہے بس الہ میرا
میں منگتا ہوں اسی در کا وہی ہے بس خدا میرا
میں اسکا ہوں وہ میرا ہے اسی کو پیار کہتے ہیں
اسے جبار کہتے ہیں اسے قہار کہتے ہیں

www.ahnafmedia.com

اسلام کیسے پھیلا؟؟

اداریہ

حیرت ہے کہ بعض لوگ ابھی تک یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام کو تلوار کی قوت سے پھیلایا گیا۔ کچھ عرصہ قبل جرمن یونیورسٹی میں پوپ بنی ڈکٹ نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ اگرچہ اس اعتراض کا جواب اسرائیلی دانشور Un Arenry نے اپنے مضمون Mohammads Sword میں تفصیل کے ساتھ دیا ہے: ”تلوار کے ذریعے دین (اسلام) پھیلانے کی کہانی ایک گھڑی ہوئی بدترین روایت ہے‘ ایک ایسا غیر حقیقی قصہ جو یورپ میں مسلمانوں کے خلاف بڑی جنگوں‘ عیسائیوں کی اسپین کی بازیابی‘ صلیبی اور ترکوں کی جو تقریبا ویارا کو فتح کر چکے تھے‘ پسپائی کے دوران وضع کیا گیا۔“

اسلام کی حقانیت کی شہادت دیتے ہوئے تھامسن لکھتا ہے کہ ”اس بات کو بہت ہوا دی گئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین کو تلوار کے ذریعے پھیلایا ہے۔ اگر دین تلوار کے ذریعے پھیلا تھا تو یہ دیکھنا ہے کہ وہ تلوار آئی کہاں سے تھی۔ ہر نئی رائے آغاز میں صرف ایک اکیلے شخص کے ذہن میں جنم لیتی ہے۔ ابتداء میں صرف ایک شخص اس رائے پر یقین رکھتا ہے۔ ایک آدمی ایک طرف ہوتا ہے اور ساری انسانیت دوسری طرف۔ ان حالات میں وہ اکیلا شخص تلوار لے کر کھڑا ہو جائے اور اپنی رائے کی تبلیغ تلوار کے زور سے شروع کر دے تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔“

(آن ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ‘ ص396-395)

اسلام وہ مذہب ہے جس نے اپنی حقانیت اور صداقت تھوڑے ہی عرصے میں سارے عالم پر ثابت کر دی ہے۔ یہ جابرانہ قوت، حاکمانہ جبر واکراہ اور ظالمانہ

www.ahnafmedia.com

طریقے سے نہیں بلکہ اس نے اپنے ذاتی کمالات، محاسن و اخلاق، طریقہ تعلیم، طرز عمل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمدہ اوصاف و کمالات کے بل بوتے ساری قدیم و جدید روایتوں کا سینہ چاک کرتے ہوئے تہذیب و تمدن، امن و سکون اور انصاف وعدل کی ایسی بنیاد ڈالی کہ نوع بشر کی فکری، روحانی، بدنی اور مالی حفاظت اپنے ذمہ لے لی۔

سب سے پہلے اسلام نے جس جگہ ڈیرہ ڈالا وہ عربوں کے سنگ دل اور عرب کی سنگلاخ زمین ہے جہاں ظلم و تشدد، وحشت و سربریت، بدامنی و بے حیائی، خوف و ہراس محو رقص تھے۔ انسانی جان، عزت، آبرو اور اس کے مال کو چاروں طرف سے خطرات نے گھیر رکھا تھا۔ اسلام نے آکر ان سب کو محفوظ کر دیا۔ پھر یہ عرب کے کچے پکے گھروں میں داخل ہوتا چلا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے عرب کی سرحدوں کو عبور کرتا ہوا روم، شام، مصر، عراق اور دیگر بلاد عجم میں فاتحانہ شان سے داخل ہوا۔

عربی و عجمی، کالے گورے، حسب و نسب اور قومیت کے باہمی تفاخر کو پاؤں تلے روند کر مسلسل آگے بڑھتا رہا۔ اسلام کا یہ سفر بعض غیر مسلم مفکرین اور تاریخ نویسوں کو ذہنی طور پر تھکاتا رہا۔ نتیجتاً انہوں نے اسلام کے محاسن، تہذیب و تمدن، اخلاق کریمانہ رواداری و محبت اور طریقہ تعلیم و تربیت کو الفاظ کا ایسا لباس پہنایا کہ جس سے بد دیانتی اور خیانت کی بو بلکہ بھبکے آنے لگے۔ اور یہ تاثر عام کرنے کی کوشش کی کہ اسلام نے جبر و اکراہ کی بدولت صدیوں کا سفر طے کیا۔ دیگر اقوام کو تلوار کے زور پر اپنے زیر نگیں کیا یہ تاریخ کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہے۔

اسلام اپنی ابتدائی عمر کے 13 سال مکہ کے ظالم سرداروں کے ہاتھوں ہونے والے مظالم پر صبر کرتا رہا۔ اس کے نام لیوائوں پر دھرتی کا ہر ظلم شکلیں بدل بدل کر روا رکھا جاتا رہا، آج تلک ملی کی سرزمین وہاں کے تپتے صحراء اور پہاڑوں کے پتھروں

www.ahnafmedia.com

مشرکین کے ظلم کی روداد سنا رہے ہیں، انہوں نے اہل اسلام کو ہر وہ دکھ دیا جو ان کے نفس کا خدا چاہتا تھا۔ گھروں اور غاروں میں روپوشی کے باوجود بھی جب مظالم کم نہ ہوئے تو ہجرت کے احکام اترنا شروع ہوئے۔ کبھی حبشہ اور کبھی مدینہ کے سفر، تنگدستی، عسرت اور جان لیوا مصائب و تکالیف نے جینا مشکل کر دیا۔

انہی حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقدس مشن اسلام کو مسلسل آگے بڑھاتے رہے ایام حج میں آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جو قبائل حج کرنے کے لیے آتے آپ ان کو ملتے اور دعوت اسلام دیتے۔ اسلام کی خوبیاں بیان کرتے اور انہیں بتاتے کہ میں آخری نبی ہوں۔ ایک بار مدینہ طیبہ کے چند لوگ آئے آپ علیہ السلام نے حسب عادت شریفہ ان کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کیے چونکہ ان آنے والے لوگوں نے مدینہ کے یہودیوں سے یہ بات سن رکھی تھی کہ ایک نبی عرب میں مبعوث ہونے والے ہیں انہوں نے آپس میں کہا کہ یہ وہی نبی ہے جن کے بارے میں کتب سابقہ میں شہادتیں موجود ہیں یہ لوگ مدینہ طیبہ پہنچے آپ علیہ السلام کا تذکرہ گھر گھر ہونے لگا۔ آئندہ برس 12 آدمی مدینہ سے آئے اور عقبہ پر آپ علیہ السلام کو ملے آپ نے ان کو دعوت اسلام دی انہوں برضا و رغبت اسے قبول کیا۔

آپ علیہ السلام نے اپنے جلیل القدر صحابی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا تاکہ وہ اہل مدینہ کو اسلامی احکامات کی تعلیم دیں اور قرآن کریم سکھلائیں۔ چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے ہاں مقیم ہوئے اہلیان مدینہ حضرت مصعب کے اردگرد اسلام میں داخل ہونے اور دین سیکھنے کے لیے بڑی تعداد میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔

سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر مدینہ طیبہ کے سردار تھے انہیں یہ ناگوار گزرا

www.ahnafmedia.com

،غصہ آیا۔ چنانچہ سعد نے اُسید کو کہا کہ جاؤ ان کو روکو اسید نے آکر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو سختی سے کہا: تم ہمارے نوجوانوں کو کیوں پھسلا رہے ہو یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے نہایت تحمل ، بردباری اور حوصلے سے جواب دیا کہ آپ ہماری بات سن لیں اگر پسند آئے تو قبول کر لیں۔

اُسید نے کہا کہ ٹھیک ہے سناؤ۔ تم ان کو کس چیز کی تعلیم دے رہے تھے ؟ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خوبیاں اور احکام بیان کیے ان کو سن کر اُسید ؛حضرت اُسید رضی اللہ عنہ بن گئے۔ اور کہا کہ مدینہ طیبہ میں ایک سردار اور ہیں اگر وہ مسلمان ہو گئے تو سمجھو کہ پھر کوئی بھی اسلام سے خالی نہ رہے گا۔ اتنی بات کہہ کر حضرت اُسید واپس لوٹ گئے۔ سعد نے دور سے دیکھتے ہی اندازہ لگا کر کہا کہ اسید پہلے جیسا نہیں لگ رہا۔ حضرت اُسید نے آکر سارا معاملہ بتایا اس کے بعد حضرت سعد بھی آکر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

شام ڈھلی..... حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اُسید رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لیا اور اپنی قوم کو اکٹھا کر کے فرمایا تم مجھے کیسا سمجھتے ہو؟ سب نے بیک زباں ہو کر کہا: تم فضیلت والے ہو ہمارے سردار ہو۔ حضرت سعد نے فرمایا کہ جب تک تم قبیلہ بنی عبدالاشہل والوں میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہونے سے باقی رہا میں تمہارے مردوں اور خواتین سے گفتگو کرنا حرام سمجھتا ہو۔ یہ بات سننی تھی کہ سارا قبیلہ مشرف باسلام ہو گیا۔ حضرت مصعب مسلسل اسلام کی تبلیغ و تلقین میں مصروف عمل رہے اور انصار کے اکثر قبائل میں اسلام پھیل گیا۔

آئندہ برس مدینہ کے 70 مسلمان ذوالحجہ کے مہینے میں مقام عقبہ پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم آپ کی ایسی حفاظت کریں گے جیسے ہم اپنے بچوں اور عورتوں کی کرتے ہیں۔ دو ماہ بعد ربیع الاول

www.ahnafmedia.com

میں آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

ہجرت سے پہلے پہلے مدینہ طیبہ میں اسلام مستحکم ہو چکا تھا۔ یہاں کے باسیوں کو کسی نے زبردستی تلوار کی نوک پر مسلمان ہونے کے لیے مجبور نہیں کیا تھا۔ یاد رکھیں اسلام چودہ صدیوں سے جیسے پھیل رہا ہے ویسے ہی پھیلتا رہے گا۔ یہ تشدد پسند مذہب نہیں بلکہ امن پسند دین ہے۔ باقی اس میں بھی کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ ہر مذہب کی طرح اسلام نے بھی اپنی حفاظت کے لیے تلوار کا سہارا لیا ہے تاکہ کوئی اسے ترنوالہ سمجھ کر ختم کرنے کی جسارت نہ کرے اور جو لوگ اپنی سازشوں سے اسے نقصان پہنچانے کے مذموم منصوبے بنا رہے تھے اور آنے والے وقت میں اس چراغ کو گل کرنے کے تانے بانے بن رہے تھے اسلام نے آگے بڑھ کر ان کے عزائم کو ناکام بنایا ہے۔

توجہ فرمائیں!!!

دفتر رسائل و جرائد کی طرف سے گزارش ہے کہ جن قارئین خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کی سالانہ فیس پوری ہو چکی ہے یا ان کے ذمہ سابقہ رقم واجب الادا ہے وہ جلد از جلد اپنی رقم جمع کرائیں۔ تاکہ رسائل کو بلا تعطل اور بروقت روانہ کیا جاسکے۔ امید ہے کہ آپ ضرور شفقت والا معاملہ فرمائیں گے۔

نوٹ: رقم جمع کرانے کے بعد اطلاع ضرور دیں۔

فون نمبر: 03326311808

واٹس ایپ: 03062251253

www.ahnafmedia.com

اسلام کی حقانیت غیر مسلم دانشوروں کی نظر میں

ایمن فاطمہ

کیا کہتے ہیں غیر مسلم دانشور اسلامی حقوق نسواں کے بارے میں؟

ڈبلیو ڈبلیو کیش کہتے ہیں "اسلام نے عورتوں کو پہلی بار انسانی حقوق دے اور انہیں طلاق کا حق دیا(The Eupensin of Islam) "

"آئرینا میڈ مکس (Women in Islam 1930)" میں اسلام اور ما قبلِ اسلام عورت کی زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے "محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو اپنی پسندیدہ قرار دیا ہے، نماز، روزہ، خوشبو اور عورت، عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قابل احترام تھی، معاشرہ میں جہاں مرد اپنی بیٹیوں کو پیدائش کے وقت زندہ دفن کیا کرتے تھے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو جینے کا حق دیا"

(سنت نبوی اور جدید سائنس)

"جنرل گلپ پاشا" نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ایک کتاب لکھی ہے (The Life And Tims of Mohammad) وہ اس میں پہلے اسلامی حقوق وراثت کی تعریف کرتے ہیں اور پھر آگے لکھتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کا بالکلیہ خاتمہ کر دیا" (ایضاً)

"ریونڈ جی ایم راڈویل" ایک انتہائی متعصّب عیسائی ہے، مگر اعترافِ حق سے اپنے آپ کو نہ روک سکا کہ قرآن نے خانہ بدوشوں کی دنیا بدل ڈالی، دختر کشی کو ختم کر دیا، اور تعدد ازدواج کو محدود کر کے احسان عظیم کر دیا، چنانچہ اس نے بے اختیار لکھ دیا" قرآنی تعلیمات سے سیدھے سادے خانہ بدوش ایسے بدل گئے کہ جیسے کسی نے

www.ahnafmedia.com

ان پر سحر کر دیا ہو، اولاد کشی ختم کرنا، توہمات کو دور کرنا، بیویوں کی تعداد گھٹا کر ایک حد مقرر کرنا، وغیرہ وہ چیزیں ہیں جو عربوں کے لئے بلاشبہ برکت اور نزول حق تھیں، گو عیسائی ذوق اسے تسلیم نہ کرے۔"

(فاران ستمبر ۱۹۷۶/ بحوالہ میری آخری کتاب)

والیٹر: ایک مشہور فرانسیسی مؤرخ ہے، تہذیب اسلام پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"میں آپ سے کہتا ہوں کہ وہ لوگ جاہل اور ضعیف العقل ہیں جو مذہب اسلام پر دیگر اتہامات کے علاوہ عیش پرستی و راحت کوشی کا الزام لگاتے ہیں، یہ سب اتہامات بے جا اور صداقت سے مبرّا ہیں"۔

ڈاکٹر "موسیو لیبان" مصنف تمدن عرب رقم طراز ہیں:

مسلمان کی جائز کثرت ازدواج یورپ کے ناجائز کثرت ازدواج سے ہزارہا درجہ بہتر ہے، اسلام پر جس دریدہ ذہنی سے نکتہ چینی کی جاتی ہے اور جس بری صورت میں اسے پیش کیا جاتا ہے وہ فرضی مہیب صورت بھی یورپ کے موجودہ معاشرہ کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتی، دراصل یورپین ممالک میں عصمت عنقاء بن گئی ہے۔

(اسلام اور تعدد ازدواج)

فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاولی لکھتے ہیں:

"اسلام نے عورتوں کی تمدنی حالت پر نہایت مفید اور گہرا اثر ڈالا ذلت کے بجائے عزت و رفعت سے سرفراز کیا اور کم و بیش ہر میدان میں ترقی سے ہم کنار کیا چنانچہ قرآن کا "وراثت و حقوق نسواں" یورپ کے "قانون وراثت" اور "حقوق نسواں" کے مقابلہ میں بہت زیادہ مفید اور فطرت نسواں کے زیادہ قریب ہے۔

(سنت نبوی اور جدید سائنس)

www.ahnafmedia.com

پروفیسر D. S Margoliouth یورپی مصنف ہے جو اسلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دشمنی، بہتان تراشی اور اعتراضات والزامات کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا، مگر ضمیر کی آواز کو دبا نہ سکا چنانچہ وہ عیسائیت ویہودیت پر حقوق نسواں کے تعلق سے تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

دور جاہلیت کے عرب تو ایک طرف رہے، عیسائیت اور یہودیت میں بھی یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ عورت بھی صاحب حیثیت اور مالک جائداد ہوسکتی ہے، یہ مذاہب اس کی اجازت نہیں دیتے کہ عورت بھی مردوں کی طرح معاشی اعتبار سے خوش حال ہوسکے عورتوں کی حقیقی حیثیت ان مذاہب اور ثقافتوں ومعاشروں میں باندی کی سی تھی جو مرد کے رحم وکرم پر زندگی بسر کرتی تھی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو آزادی عطا کی، خود مختاری دی اور خود اعتمادی کے ساتھ جینے کا حق دیا۔

(ایضاً)

دہلی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر راجندر صاحب نے ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

تاریخی طور پر اسلام عورتوں کو جائیداد کے حقوق دینے میں بہت زیادہ فراخ دل اور ترقی پسند رہا ہے، یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۵۶ء میں ہندو کوڈ بل سے قبل ہندو عورتوں کا جائداد میں کوئی حصہ نہیں تھا، حالانکہ اسلام مسلم عورتوں کو یہ حق ۱۴ سو سال پہلے دے چکا تھا۔

اسلام ہی وہ برحق مذہب ہے جس کو اپنے تو اپنے پرائے بھی تسلیم کرتے ہیں اور اس کی حقانیت وصداقت کو مانتے ہیں۔ اے کاش آج مسلمان اسلام کو صحیح معنوں میں جانے اور اس پر عمل کرے۔

www.ahnafmedia.com

سلمان فارسی کے اسلام لانے کا ایمان افروز واقعہ

معظمہ کنول

نام ونسب:

نسبی تعلق اصفہان کے آب الملک کے خاندان سے تھا، مجوسی نام مابہ تھا، اسلام کے بعد سلمان رکھا گیا اور بارگاہِ نبوت سے سلمان الخیر لقب ملا، ابو عبد اللہ، کنیت ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے: مابہ ابن بوذخشان بن مورسلان بن یہوذان بن فیروز ابن سہرک۔

قبل اسلام:

حضرت سلمان کے والد اصفہان کے جی نامی قریہ کے باشندہ اور وہاں کے زمیندار وکاشتکار تھے، ان کو حضرت سلمان سے اس قدر محبت تھی کہ ان کو لڑکیوں کی طرح گھر کی چار دیواری سے نکلنے نہ دیتے تھے، آتشکدہ کی دیکھ بھال ان ہی کے متعلق رکھی تھی؛ چونکہ مذہبی جذبہ سلمان میں ابتداء سے تھا، اس لیے جب تک آتش پرست رہے اس وقت تک آتش پرستی میں سخت غلو رہا اور نہایت سخت مجاہدات کیے، شب وروز آگ کی نگرانی میں مشغول رہتے تھے؛ حتی کہ ان کا شمار ان پجاریوں میں ہو گیا تھا جو کسی وقت آگ کو بجھنے نہ دیتے تھے۔

مجوسیت سے نفرت اور عیسویت کا میلان:

زمین ہی ان کے باپ کے معاش کا ذریعہ تھی؛ اس لیے زراعت کی نگرانی وہ بذاتِ خود کرتا تھا، ایک دن وہ گھر کی مرمت میں مشغولیت کی وجہ سے کھیت پر خود نہ جاسکا اور اس کی دیکھ بھال کے لیے سلمان کو بھیج دیا، ان کو رستہ میں ایک گرجا ملا، اس

www.ahnafmedia.com

وقت اس میں عبادت ہو رہی تھی، نماز کی آوازیں سن کر دیکھنے کے لیے گرجے میں چلے گئے، نماز کے نظارہ سے ان کے دل پر خاص اثر ہوا اور مزید حالات کی جستجو ہوئی، عیسائیوں کا طریقہ عبادت اس قدر بھایا کہ بے ساختہ زبان سے نکل آیا کہ یہ مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے؛ چنانچہ کھیتوں کا خیال چھوڑ کے اسی میں محو ہو گئے، عبادت ختم ہونے کے بعد عیسائیوں سے پوچھا کہ اس مذہب کا سرچشمہ کہاں ہے؛ انہوں نے کہا کہ شام میں، پتہ پوچھ کر گھر واپس آئے، باپ نے پوچھا کہ اب تک کہاں رہے؟ جواب دیا کہ کچھ لوگ گرجے میں عبادت کر رہے تھے، مجھ کو ان کا طریقہ ایسا بھلا معلوم ہوا کہ غروب آفتاب تک وہیں رہا، باپ نے کہا: وہ مذہب تمہارے مذہب کا پاسنگ بھی نہیں، جواب دیا، بخدا! وہ مذہب ہمارے مذہب سے کہیں برتر ہے، اس جواب سے ان کے باپ کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں یہ خیال تبدیل مذہب کی صورت میں نہ ظاہر ہو، اس لیے بیڑیاں پہنا کر مقید کر دیا؛ مگر ان کے دل میں تلاشِ حق کی تڑپ تھی، اس لیے عیسائیوں کے پاس کہلا بھیجا کہ جب شام کے تاجر آئیں تو مجھ کو اطلاع دینا؛ چنانچہ جب وہ آئے تو اُن کو خبر کر دی؛ انھوں نے کہا کہ جب وہ واپس ہوں تو مجھے بتلانا؛ چنانچہ جب کاروانِ تجارت واپس لوٹنے لگا، ان کو خبر کی گئی، یہ بیڑیوں کی قید سے نکل کر ان کے ساتھ ہو گئے، شام پہنچ کر دریافت کیا کہ یہاں سب سے بڑا مذہبی شخص کون ہے؟ لوگوں نے وہاں کے پادری کا پتہ دیا، اس سے جا کر کہا کہ مجھ کو تمہارا مذہب بہت پسند ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس رہ کر مذہبی تعلیم حاصل کروں اور مجھ کو اس مذہب میں داخل کرو۔

تبدیل مذہب:

چنانچہ وہ مجوسیت کے آتشکدے سے نکل کر آسمانی باپ کی بادشاہت کی پناہ

www.ahnafmedia.com

میں آگئے؛ مگر یہ پادری بہت بد کردار اور بد اخلاق تھا، لوگوں کو صدقہ کرنے کی تلقین کرتا اور جب اس کے قبضہ میں آجاتا تو فقراء اور مساکین کو دینے کی بجائے خود لے لیتا؛ حتی کہ سونے اور چاندی کے سات مٹکے اس کے پاس جمع ہوگئے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اس کی حرص اور آز کو دیکھ کر پیچ و تاب کھاتے تھے؛ مگر زبان سے کچھ نہ کہہ سکتے تھے، اتفاق سے وہ مر گیا، عیسائی شان و شوکت سے اس کی تجہیز و تکفین کرنے کو جمع ہوگئے، اس وقت انھوں نے سارا اعمالنامہ ان لوگوں کے سامنے کھول کر رکھ دیا؛ انہوں نے ان کو لے جاکر اس کے اندوختہ کے پاس کھڑا کر دیا، تلاشی لی گئی تو واقعی سات مٹکے سونے چاندی سے بھرے ہوئے بر آمد ہوئے، عیسائیوں نے اس کی سزا میں دفن کرنے کے بجائے اس کی نعش کو صلیب پر لٹکا کر سنگ سار کیا، اس کی جگہ دوسرا پادری مقرر ہوا، یہ بڑا عابد و زاہد اور تارک الدنیا تھا، شب و روز عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتا، سلمان اس سے بہت مانوس ہوگئے اور دلی محبت کرنے لگے اور آخر تک اس کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے، جب اُس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس سے کہا کہ میں آپ کے پاس عرصہ تک نہایت لطف و محبت کے ساتھ رہا، اب آپ کا وقت آخر ہے، اس لیے آئندہ کے لیے مجھ کو کیا ہدایت ہوتی ہے، اس نے کہا کہ میرے علم میں کوئی ایسا عیسائی نہیں ہے جو مذہب عیسوی کا سچا پیرو ہو، سچے لوگ مر کھپ گئے اور موجودہ عیسائیوں نے مذہب کو بہت کچھ بدل دیا ہے؛ بلکہ بہت سے اصول تو سرے سے چھوڑ ہی دیے ہیں، ہاں موصل میں فلاں شخص ہے جو دین حق کا سچا پیرو ہے تم جاکر اس سے ملاقات کرنا۔

موصل کا سفر:

اس پادری کی موت کے بعد حق کی جستجو میں وہ موصل پہنچے اور تلاش کر کے

www.ahnafmedia.com

اس سے ملے اور اپنا واقعہ بیان کیا کہ فلاں پادری نے مجھ کو ہدایت کی تھی کہ آپ کے یہاں ابھی تک حق کا سرچشمہ اُبلتا ہے اور میں آپ سے مل کر اپنی تشنگی فرو کرنا چاہتا ہوں، اس نے ان کو ٹھہرالیا پہلے پادری کی رائے کے مطابق یہ پادری در حقیقت بڑا متقی اور پاکباز تھا، اس لیے انھوں نے اس کے پاس مستقل قیام کرلیا؛ مگر تھوڑے دنوں کے بعد اسکا وقت بھی آگیا، آئندہ کے متعلق حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی وصیت کی خواہش کی، اس نے نصیبین میں ایک شخص کا پتہ بتایا۔

نصیبین کا سفر:

چنانچہ اس کی موت کے بعد آپ نصیبین پہنچے اور اس پادری سے ملکر دوسرے پادری کی وصیت بتلائی، یہ اسقف بھی پہلے دونوں اسقفوں کی طرح بڑا عابد اور زاہد تھا، سلمان یہاں مقیم ہوکر اس سے روحانی تسکین حاصل کرنے لگے، ابھی کچھ ہی دن اس کی صحبت سے فیض اُٹھایا تھا کہ اس کا وقت بھی آخر ہوگیا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے گذشتہ اسقفوں کی طرح اس سے بھی آئندہ کے متعلق مشورہ طلب کیا، اس نے عموریہ میں گوہر مقصود کا پتہ دیا۔

عموریہ کا سفر:

چنانچہ اس کی موت کے بعد انھوں نے عموریہ کا سفر کیا اور وہاں کے اسقف سے مل کر پیام سنایا اور اس کے پاس مقیم ہوگئے، کچھ بکریاں خرید لیں، اس سے مادی غذا حاصل کرتے تھے اور صبر وشکر کے ساتھ روحانی غذا اسقف سے حاصل کرنے لگے، جب اس کا پیمانۂ حیات بھی لبریز ہوگیا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنی سرگذشت سنائی کہ اتنے مراتب طے کرتا ہوا آپ کے پاس پہنچا تھا، آپ بھی آخرت کا سفر کرنے کو آمادہ ہیں، اس لیے میرا کوئی سامان کرتے جایئے، اس نے کہا: بیٹا میں

www.ahnafmedia.com

تمہارے لیے کیا سامان کروں؟ آج دنیا میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں ہے کہ جس سے ملنے کا میں تمھیں مشورہ دوں؛ البتہ اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے، جو ریگستانِ عرب سے اُٹھ کر دینِ ابراہیم علیہ السلام کو زندہ کرے گا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کریگا، اس کے علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کریگا؛ لیکن صدقہ کو اپنے لیے حرام سمجھے گا، اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی؛ اگر تم اس سے مل سکو تو ضرور ملنا۔

اسقف کی بشارت اور عرب کا سفر:

اس پادری کے مرنے کے بعد کچھ عرصہ تک عموریہ میں رہے، کچھ دنوں بعد بنو کلب کے تاجر ادھر سے گذرے، آپ نے ان سے کہا کہ اگر تم مجھ کو عرب پہنچادو تو میں اپنی گائیں اور بکریاں تمھاری نذر کردونگا، وہ لوگ تیار ہوگئے

غلامی:

لیکن ان عربوں نے وادی القریٰ میں پہنچ کر ان کو دھوکا دیا اور ایک یہودی کے ہاتھ غلام بناکر فروخت کرڈالا، کھجور کے درخت نظر آئے تو آس بندھی کہ شاید یہی وہ منزلِ مقصود ہے جس کا اسقف نے پتہ دیا تھا، تھوڑے دن قیام کیا تو یہ اُمید بھی منقطع ہوگئی، آقا کا چچازاد بھائی مدینہ سے ملنے آیا، اس نے سلمان رضی اللہ عنہ کو اس کے ہاتھ بیچ دیا۔

غلامی اور مدینہ کا سفر:

وہ اپنے ساتھ ان کو مدینہ لے چلا اور سلمان غلامی در غلامی کی رسوائی سہتے ہوئے مدینہ پہنچے؛ مگر ہاتفِ غیب تسکین دے رہا تھا کہ یہ غلامی نہیں ہے۔

درحقیقت اس غلامی پر جو مقصود وعالم کے آستانے تک پہنچانے کا ذریعہ بن

www.ahnafmedia.com

جائے ہزاروں آزادیاں قربان ہیں، جوں جوں محبوب کی منزل قریب آتی جاتی تھی کشش بڑھتی جاتی تھی اور آثار وعلامات بتاتے تھے کہ شاہد مقصود کی جلوہ گاہ یہی ہے، اب ان کو پورا یقین ہو گیا اور دیدار جمال کی آرزو میں یہاں دن کاٹنے لگے؛ اس وقت آفتاب رسالت مکہ پر توافگن ہو چکا تھا؛ لیکن جور وستم کے بالدوں میں چھپا تھا، سلمان رضی اللہ عنہ کو آقا کی خدمت سے اتنا وقت نہ ملتا کہ خود اس کا پتہ لگاتے، آخر انتظار کرتے کرتے وہ روزِ مسعود بھی آگیا کہ مکہ کا آفتاب عالم تاب مدینہ کے افق پر طلوع ہوا، حرمان نصیب سلمان کی شب ہجر تمام ہوئی اور صبح اُمید کا اُجالا پھیلا، یعنی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، سلمان کھجور کے درخت پر چڑھے ہوئے کچھ درست کر رہے تھے اور آقا نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ اس کے چچازاد بھائی نے آکر کہا کہ خدا بنی قیلہ کو غارت کرے، سب کے سب قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں، جو مکہ سے آیا ہے، یہ لوگ اس کو نبی سمجھتے ہیں، سلمان کے کانوں تک اس خبر کا پہنچنا تھا کہ یارائے ضبط باقی نہ رہا، صبر وشکیب کا دامن چھوٹ گیا، بدن میں سنسناہٹ پیدا ہو گئی اور قریب تھا کہ کھجور کے درخت سے فرشِ زمین پر آجائیں؛ اسی مدہوشی کے عالم میں جلد از جلد درخت سے نیچے اُترے اور بدحواسی میں بے تحاشا پوچھنے لگے، تم کیا کہتے ہو؟ آقا نے اس سوال پر گھونسا مار کر ڈانٹا کہ تم کو اس سے کیا غرض، تم اپنا کام کرو، اس وقت سلمان خاموش ہو گئے؛ لیکن اب صبر کسے تھا کھانے کی کچھ چیزیں پاس تھیں ان کے لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں اور کچھ غریب الدیار اور اہلِ حاجت آپ کے ساتھ ہیں، میرے پاس یہ چیزیں صدقہ کے لیے رکھی تھیں، آپ لوگوں سے زیادہ ان کے مستحق کون ہو سکتے ہیں؟ اس کو قبول فرمایئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے لوگوں کو کھانے کا حکم دیا؛ مگر خود نوش نہ فرمایا؛ اس طرح

www.ahnafmedia.com

سے سلمان رضی اللہ عنہ کو نبوت کی ایک علامت کا مشاہدہ ہو گیا کہ نبی صدقہ نہیں قبول کرتا، دوسرے دن پھر ہدیہ لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کل آپ نے صدقہ کی چیزیں نہیں نوش فرمائی تھیں، آج یہ ہدیہ قبول فرمایئے، آپ نے قبول فرمایا، خود بھی نوش کیا اور دوسروں کو بھی دیا، اس طرح سے دوسری نشانی یعنی مہر نبوت کی بھی زیارت کی اور با چشم پر نم آپ کی طرف بوسہ دینے کو جھکے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سامنے آؤ! وہ سامنے آئے اور اپنی ساری سرگذشت سنائی؛ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دلچسپ داستان اپنے تمام اصحاب کو سنوائی۔

اسلام:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ جب اپنا گوہر مقصود پا چکے تو اس دولت کو اپنے دل کے خزانے میں رکھ کر آقا کے گھر واپس آئے، اتنے مرحلوں کے بعد وہ دین سے ہم آغوش ہوئے۔

آزادی:

غلامی کی مشغولیت کے باعث فرائضِ مذہبی ادا نہ کر سکتے تھے؛ اسی وجہ سے غزوۂ بدر واُحد میں شریک نہ ہو سکے، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنے آقا کو معاوضہ دے کر آزادی حاصل کر لو، تین سو کھجور کے درخت اور چالیس اوقیہ سونے پر معاملہ طے ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام مسلمانوں سے سفارش فرمائی کہ اپنے بھائی کی مدد کرو، سب نے حسب حیثیت کھجور کے درخت دیے، اس طریقہ سے تین سو درخت ان کو مل گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے ان کو بٹھایا اور زمین وغیرہ ہموار کر کے ایک شرط پوری کر دی، اب سونے کی ادائیگی باقی رہ گئی اس کا سامان بھی خدا نے کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی

www.ahnafmedia.com

غزوہ میں مرغی کے بیضہ کے برابر سونا مل گیا، آپ نے سلمان کو دے دیا، یہ وزن میں ٹھیک چالیس اُوقیہ تھا، اس سے گلو خلاصی حاصل کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے (قبل از اسلام سے آزادی تک کے کل حالات مسند احمد بن حنبل: ۵/ ۴۱ تا ۴۴، سے ماخوذ ہیں)۔

مواخات:

غلامی سے آزادی کے بعد مسلمانوں کے ساتھ مستقل اقامت اختیار کی، اس وقت بالکل غریب الدیار تھے، کوئی شناسا نہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی مہاجرین کی طرح ان سے اور ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مواخاۃ کرادی۔

(بخاری: ۲/ ۸۹۸، مواخاۃ کے معنی بھائی چارہ کے ہیں)

غزوات:

بدر واحد کی لڑائیاں ان کی غلامی کے زمانہ میں ختم ہو چکی تھیں، آزادی کے بعد پہلا غزوۂ خندق پیش آیا، اس میں انھوں نے اپنے حسن تدبیر سے دونوں لڑائیوں کی تلافی کر دی، غزوۂ خندق میں تمام عرب کا ٹڈی دل مسلمانوں کے خلاف امنڈ آیا تھا کہ ان کا کامل استیصال کر دے، حملہ خود مدینہ پر تھا، جس کے چاروں طرف نہ قلعہ تھا، نہ فصیل تھی اور مقابلہ بھی سخت تھا، ایک طرف کفار کی تعداد ریگستانِ عرب کے ذروں کے برابر تھی اور دوسری طرف مٹھی بھر مسلمان تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام مسلمانوں سے مشورہ کیا، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چونکہ ایران کی صف آرائیاں دیکھے ہوئے تھے، اس لیے جنگی اصولوں سے اچھی طرح واقف تھے؛ چنانچہ انہوں نے مشورہ دیا کہ اس انبوہ کا کھلے میدان مقابلہ کرنا اچھا نہیں ہے؛ بلکہ مدینہ کے چاروں طرف خندقیں کھود کر شہر کو محفوظ کر دینا چاہیے، یہ تدبیر مسلمانوں کو بہت پسند

www.ahnafmedia.com

آئی اور اسی پر عمل کیا گیا۔

(ابن سعد:۲/۴۸)

خندق کی کھودائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہ نفسِ نفیس شریک ہوئے تھے اور مٹی ڈھوتے ڈھوتے شکم مبارک مٹی سے اٹ گیا تھا اور رجزیہ اشعار زبانِ مبارک پر جاری تھے (بخاری، کتاب المغازی، غزوۂ خندق) ذیقعدہ سنہ ۵ھ میں طرفین میں جنگ شروع ہوئی، عربوں کو اس طریقۂ جنگ سے واقفیت نہ تھی وہ آئے تو تھے کہ مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے؛ مگر یہاں آکر دیکھا کہ ان کے اور مدینہ کے بیچ میں خندق کی فصیل حائل ہے، وہ ۲۲/ دن تک مسلسل محاصرہ کیے پڑے رہے؛ مگر شہر تک پہنچنا ان کو نصیب نہ ہوا اور آخر کار ناکام واپس پھر گئے، غزوۂ خنق کے علاوہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تمام لڑائیوں میں مسلمانوں کے دوش بدوش شریک رہے (مسند ابن حنبل:۵/۴۴) اور غزوۂ خندق کے بعد سے کوئی غزوہ ایسا نہیں ہوا جس میں شریک ہو کر دادِ شجاعت نہ دی ہو۔ (اُسد الغابہ:۲۳۳۰)

عہدِ صدیقی اور عراق:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ عرصہ تک مدینہ میں رہے، عہد صدیقی کے آخر یا عہد فاروقی کی ابتداء میں انہوں نے عراق کی اور ان کے اسلامی بھائی ابو درداء رضی اللہ عنہ نے شام کی سکونت اختیار کرلی؛ یہاں کی اقامت کے بعد ابو درداء رضی اللہ عنہ کو خدا نے مال اور اولاد کی حیثیت سے بہت نوازا؛ انہوں نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ تم سے جدا ہونے کے بعد خدا نے مجھ کو مال و دولت اور اہل و عیال سے سرفراز کیا اور ارضِ مقدس کی سکونت کا شرف بخشا، انھوں نے جواب دیا کہ یاد رکھو! مال و دولت اور اولاد کی کثرت میں کوئی خیر نہیں ہے؛ بلکہ خیر اس میں ہے کہ تمہارا حلم زیادہ ہو اور تمہارا علم تم کو نفع پہنچائے، محض ارضِ مقدس کا

www.ahnafmedia.com

قیام کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ تمہارا عمل اس قابل نہ ہو اور عمل بھی اس طرح کا ہو کہ گویا خدا تم کو دیکھ رہا ہے اور تم اپنے کو مردہ سمجھو۔

(اسد الغابہ:۲/۲۳)

عہد فاروقی:

ایران کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے اور چونکہ خود ایرانی تھے اس لیے فتوحات میں بہت قیمتی امداد پہنچائی؛ مگر اصول اسلام کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا، ایک ایرانی قصر کے محاصرہ کے وقت جارحانہ حملے کے پہلے محصورین کو سمجھا دیا کہ میں بھی تمہارا ہم قوم تھا؛ لیکن خدا نے مجھ کو اسلام سے نوازا، تم لوگ عربوں کی اطاعت گزاری سے کسی طرح نہیں بچ سکتے، تم کو سمجھائے دیتا ہوں کہ اگر تم اسلام لاکر ہجرت کرکے ہم میں مل جاؤ تو تم کو اہلِ عرب کے حقوق دیئے جائیں گے اور جو قانون ان کے لیے ہے وہی تم پر جاری کیا جائے گا اور اگر اسلام نہیں قبول کرتے اور صرف جزیہ منظور کرتے ہو تو ذمیوں کے حقوق تم کو ملیں گے اور ان کا قانون تم پر نافذ کیا جائے گا، تین دن تک برابر تبلیغ کا فرض ادا کرتے رہے، جب کوئی اثر نہ ہوا تو حملہ کا حکم دے دیا اور مسلمانوں نے قصرِ مذکور بزورِ شمشیر فتح کرلیا۔ (مسند احمد بن حنبل:۵/۴۴۱)

فتح جلولا میں بھی شریک تھے اور وہاں مشک کی ایک تھیلی ان کے ہاتھ آئی تھی (ابن سعد:۴/۶۶) جس کو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں کام میں لائے۔

گورنری:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدائن کی حکومت پر سرفراز ہوئے، اس کی تفصیلات آئندہ اخلاق وعادات میں آئیں گی؛ چونکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مقربین بارگاہِ نبوی میں سے تھے؛ اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ

www.ahnafmedia.com

عنہ ان کا بہت احترام کرتے تھے، ایک دفعہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اس وقت آپ ایک گدے پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے، سلمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر گدا ان کی طرف بڑھادیا۔

(مستدرک حاکم:۳/۵۹۹)

علالت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بیمار پڑے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عیادت کو گئے تو رونے لگے، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو عبد اللہ رونے کا کون سا مقام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم سے خوش خوش دنیا سے اُٹھے، تم ان سے حوضِ کوثر پر ملوگے، بچھڑے ہوئے ساتھیوں سے ملاقات ہوگی، کہا: خدا کی قسم میں موت سے نہیں گھبراتا اور نہ دنیا کی حرص باقی ہے، رونا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد کیا تھا کہ ہمارا دنیاوی ساز وسامان ایک مسافر کے زادِ راہ سے زیادہ نہ ہو؛ حالانکہ میرے گرد اس قدر سانپ (اسباب) جمع ہیں، سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کل سامان جس کو سانپ سے تعبیر کیا تھا، ایک بڑے پیالے، ایک لگن اور ایک تسلہ سے زیادہ نہ تھا، اس کے بعد سعد رضی اللہ عنہ نے خواہش کی کہ مجھ کو کچھ نصیحت کیجئے، فرمایا: کسی کام کا قصد کرتے وقت، فیصلہ کرتے وقت اور تقسیم کرتے وقت خدا کو یاد رکھا کرو (ابن سعد:۴/۶،۵) اس بیماری کے دوران میں اور احباب نے بھی نصیحت اور وصیت کی خواہش کی، فرمایا: تم میں سے جس سے ہوسکے اس کی کوشش کرے کہ وہ حج، عمرہ، جہاد، یا قرآن پڑھتے ہوئے جان دے دے اور فق وفجور اور خیانت کی حالت میں نہ مرے۔ (ابن سعد:۴/۶،۵)

وقت آخر آیا تو اپنی بیوی سے وہی مشک کی تھیلی منگائی اور اپنے ہاتھ سے پانی میں گھول کر اپنے چاروں طرف چھڑکوایا اور سب کو اپنے پاس سے ہٹادیا، لوگ تنہا

www.ahnafmedia.com

چھوڑ کر ہٹ گئے، تھوڑی دیر کے بعد پھر گئے تو دیکھا کہ مرغ روح قفسِ خاکی سے پرواز کر چکا تھا۔

فضل و کمال:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے دن کا بڑا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزرتا تھا، اس لیے قدرۃ آپ علوم و معارفِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کافی بہرہ ور ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کے مبلغ علم کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ان کو علم اوّل اور علم آخر سب کا علم تھا اور وہ خود ایسا دریا تھے جو پایابی سے ناآشنا رہا، وہ ہمارے اہلِ بیت میں تھے، دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ علم و حکمت میں لقمانِ حکیم کے باربر تھے (ابن سعد:۴/۶۶) علم اوّل سے مراد کتب سابقہ کا علم اور علم آخر سے مقصود آخری کتاب الٰہی یعنی قرآن کا علم ہے اور اہلِ بیت سے ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت واختصاص کی بناپر اور اس لیے کہ عربوں میں ان کا کوئی خاندان نہ تھا، آپ نے ان کو یہ شرف بخشا کہ اعزازاً اپنے اہلِ بیت میں داخل کر لیا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جو خود بھی بہت بڑے عالم اور صاحب کمال صحابی تھے ان کے کمال علم کے معترف تھے؛ چنانچہ ایک مرتبہ اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ چار آدمیوں سے علم حاصل کرنا، ان میں ایک سلمان رضی اللہ عنہ کا نام بھی تھا (ابن سعد:۴/۶۱) ایک موقع پر خود زبانِ نبوت نے ان کے علم و فضل کی ان الفاظ میں تصدیق کی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ علم سے لبریز ہیں (ابن سعد:۴/۶۱) صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں کہ سلمان رضی اللہ عنہ فضلائے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں تھے۔

(اسد الغابہ:۲/۳۳۱)

www.ahnafmedia.com

آپ کی کوششوں سے حدیث کا کافی حصہ اشاعت پذیر ہوا، آپ کی کوششوں سے حدیث کا کافی حصہ اشاعت پذیر ہوا، آپ کے مرویات کی تعداد ۶۰/ ہے، ان میں سے تین حدیثیں متفق علیہ ہیں، ان کے علاوہ ایک میں مسلم اور تین میں بخاری منفرد ہیں۔

(تہذیب الکمال:۱۴۷)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، ابو الطفیل رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، اوس بن مالک اور ابن عجرہ وغیرہ آپ کے زمرۂ تلامذہ میں ہیں۔

گو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ علم اوّل اور آخر کے امین تھے؛ تاہم حدیث بیان کرنے میں بہت محتاط تھے، اس لیے ان کی مرویات کی تعداد ۶۰/ سے زیادہ متجاوز نہ ہوئیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں لوگوں سے ایسی باتیں بیان کرتے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کی حالت میں کسی سے فرمائی تھیں لوگ اس کی تصدیق کے لیے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ نے صرف اس قدر جواب دیا کہ حذیفہ رضی اللہ خود زیادہ اچھا جانتے ہیں، لوگوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے آکر کہا کہ ہم نے آپ کی بیان کردہ حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کو سنائی وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور نہ تردید، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آکر سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جو کچھ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اس کی تصدیق کیوں نہیں کرتے، فرمایا بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو کچھ غصہ میں کہہ دیتے تھے اور بعض اوقات خوش ہو کر کچھ فرمادیتے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ تم اس قسم کی باتوں کو بیان کرکے کسی کو کسی کا دوست اور کسی کو کسی کا دشمن بنادوگے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ خداوند غصہ کی حالت میں اگر کسی کے متعلق کوئی برا کلمہ نکل جائے

www.ahnafmedia.com

تو اس کو بھی اس کے حق میں خیر کر دینا، پھر ان سے کہا کہ تم اس قسم کی باتوں سے باز آؤ نہیں تو میں عمر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کر دونگا۔

(مسند احمد بن حنبل:۵/۴۱)

چونکہ وہ اسلام کے قبل عرصہ تک نصرانی رہ چکے تھے اس لیے عیسائی مذہب کے متعلق بھی کافی معلومات رکھتے تھے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ سلمان رضی اللہ عنہ دو کتابوں کا علم رکھتے ہیں، کلام اللہ کا اور انجیل کا، مذہب عیسوی کے مسائل محض پادریوں کی زبانی نہیں سنے تھے؛ بلکہ خود انجیل کا مطالعہ کیا تھا؛ چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے توراۃ میں دیکھا ہے کہ کھانے کے بعد وضو کرنے سے برکت ہوتی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل:۵/۴۱)

عام حالات میں تقرب بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اس مخصوص زمرے میں تھے جس کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خاص تقرب حاصل تھا، مخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ کم لوگ ایسے تھے جو بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی پذیرائی میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ہمسری کر سکتے ہوں، غزوۂ خندق کے موقع پر جب مہاجرین اور انصار علیحدہ علیحدہ جمع ہوئے تو مہاجرین کہتے تھے کہ سلمان رضی اللہ عنہ ہمارے زمرہ میں ہیں، انصار کہتے تھے کہ ہماری جماعت میں ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ ہمارے اہلِ بیت میں ہیں (مستدرک حاکم:۳/۵۹۸)ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سلمان رضی اللہ عنہ کی شب کی تنہائی کی صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنی لمبی ہوتی تھی کہ ہم لوگوں (ازواج رضی اللہ عنھن) کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں ہماری باری کی رات بھی اس نشست

www.ahnafmedia.com

میں نہ گزر جائے، انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے، علی رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی (جامع ترمذی، مناقب سلمان) آپ کے تقرب کی آخری مثال یہ ہے کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے فدائی اسلام اور جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعض رفقاء کے بارے میں رنجیدہ ہوگئے، اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ (جو اُس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) چند آدمیوں کے ساتھ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، ان تینوں بزرگوں نے کہا کہ خدا کی کوئی تلوار خدا کے دشمن (ابوسفیان) کے گردن پر نہیں پڑی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ سردارِ قریش کے متعلق زبان سے ایسا کلمہ نکالتے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ شادی تم نے ان لوگوں کو ناراض کر دیا؛ اگر تم نے ان لوگوں کو نارا ضکیا تو گویا خدا کو ناراض کیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت نادم ہوئے اور آکر ان بزرگوں سے معذرت کی۔ (مسلم: ۲/ ۳۶۲، مصر)

اخلاق وعادات:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ میں مذہبی جذبہ کی شدت فطری تھی، جس طرح آتش پرستی کے زمانے میں سخت آتش پرست اور نصرانیت کے زمانہ میں سخت عابد وزاہد نصرانی تھے؛ اسی طرح مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد السام کا مکمل ترین نمونہ بن گئے، ان کے اصل فضل وکمال کا میدان یہی ہے۔

www.ahnafmedia.com

زہد و تقویٰ:

ان کا زہد وورع اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ جس کے بعد رہبانیت کی حد شروع ہو جاتی ہے، اس کی ادنی مثال یہ ہے کہ عمر بھر گھر نہیں بنایا، جہاں کہیں دیوار یا درخت کا سایہ ملتا پڑے رہتے، ایک شخص نے اجازت چاہی کہ میں آپ کے لیے مکان بنادوں؟ فرمایا: مجھ کو اس کی حاجت نہیں، وہ پیہم اصرار کرتا رہا، یہ برابر انکار کرتے رہے، آخر میں اس نے کہا کہ آپ کی مرضی کے مطابق بناؤنگا، فرمایا: وہ کیسا؟ عرض کیا کہ اتنا مختصر کہ کھڑے ہوں تو سر چھت سے مل جائے اور اگر لیٹیں تو پیر دیواروں سے لگیں، فرمایا خیر اس میں کوئی مضائقہ نہیں؛ چنانچہ اس نے ایک جھونپڑی بنادی۔
(استیعاب:۲/۵۷۶)

اس زہد کا اثر زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں تھا، مزخرفاتِ دنیاوی کو کبھی پاس نہ آنے دیا وفات کے وقت گھر کا پورا اثاثہ بیس بائیس درہم سے زیادہ کا نہ تھا، بستر میں معمولی سا بچھونا تھا اور دو اینٹیں جن کا تکیہ بناتے تھے، اس پر بھی روتے تھے اور فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کا ساز وسامان ایک مسافر سے زیادہ نہ ہونا چاہیے اور میرا یہ حال ہے (مسند احمد بن حنبل: ۵/۴۳۸،۴۳۹) یہ حالت زندگی کے ہر دَور میں قائم رہی، جب امارت کے عہدے پر ممتاز تھے، اُس وقت بھی کوئی فرق نہ آیا، حسن بیان کرتے ہیں کہ سلمان رضی اللہ عنہ جب پانچ ہزار تنخواہ پاتے تھے اور تیس ہزار نفوس پر حکومت کرتے تھے، اس وقت بھی صرف ان کے پاس ایک عبا تھی جس میں لکڑیاں جمع کرتے تھے، اس کا آدھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا اوڑھتے تھے (ابن سعد:۴/۶۲) زہد وورع کا یہ حال تھا کہ خادم کو گوشت کی بوٹیاں گن کر دیا کرتے تھے کہ مبادا اس کی طرف سے کوئی سوءِ ظن نہ پیدا ہو۔

www.ahnafmedia.com

رہبانیت سے اجتناب:

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف رہبانیت کی طرف مائل تھے، مذہبی تشدد کے ساتھ ساتھ دنیاوی حقوق کا بھی پورا پورا لحاظ رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے، ان کے اسلامی بھائی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بڑے عابد وزاہد تھے رات بھر نماز پڑھتے تھے اور دن بھر روزہ رکھتے تھے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان سے ملنے ان کے گھر جایا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیوی کو بہت خراب حالت میں دیکھا، پوچھا تم نے کیا صورت بنا رکھی ہے؛ انھوں نے کہا کس کے لیے بناؤ سنگار کروں، تمہارے بھائی کو تو دنیا کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ جب گھر آئے تو بڑے تپاک سے ملے اور کھانا منگوایا؛ مگر خود معذرت کی کہ میں روزے سے ہوں، فرمایا جب تک تم نہ کھاؤ گے میں نہ کھاؤنگا۔

پھر رات کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان کے پاس ہی لیٹے اور ان کو دیکھتے ہی رہے، جب وہ عبادت کو اُٹھے تو روک کر فرمایا کہ تم پر تمہارے رب، تمہاری آنکھ اور تمہاری بیوی سب کا حق ہے، روزوں کے ساتھ افطار اور شب بیداری کے ساتھ سونا بھی ضروری ہے، اس کے بعد دونوں نے یہ معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کیا، آپ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ تم سے زیادہ مذہب کے واقف کار ہیں۔

(استیعاب:۳/۵۷۲)

سادگی:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تصویر حیات میں تکلف کے آب

www.ahnafmedia.com

ورنگ کے بجائے سادگی بہت غالب تھی جوہر زمانہ میں یکساں قائم رہی، مدائن کی امارت کے زمانہ میں جب کہ شان وشوکت اور خدم وحشم وغیرہ تمام لوازم ان کے لیے مہیا ہوسکتے تھے، اس وقت بھی ان کی سادگی میں کوئی فرق نہیں آیا، لباس میں ایک عبا اور ایک اونچا پائجامہ ہوتا تھا؛ چونکہ ان کے سر کے بال گھنے اور کان لمبے لمبے تھے اس لی اس ایرانی ہیئت کو دیکھ کر لوگ، گرگ آمد، گرگ آمد کہتے، ایک مرتبہ اسی امارت کے زمانہ میں اس شان وشوکت سے نکلے کہ سواری میں بلازین کا گدھا تھا، لباس میں ایک تنگ اور چھوٹی قمیض تھی، جو سواری پر سے کسی وجہ سے اُٹھ گئی تھی، جس سے گھٹنے بھی نہ چھپتے تھے، ٹانگیں کھلی ہوئی تھیں، لڑکے اس ہیئت کذائی میں دیکھ کر ان کے پیچھے لگ گئے، لوگوں نے یہ طوفانِ بدتمیزی دیکھا تو ڈانٹ کر ان کو ہٹایا کہ امیر کا پیچھا کیوں کرتے ہو، ایک دستہ فوج کی سرداری سپرد ہوئی، فوجی امارت کی شان وشوکت کا تو کیا ذکر یہاں معمولی سپاہی کی بھی وضع نہ تھی؛ چنانچہ فوجی نوجوان دیکھ کر ہنستے اور کہتے کہ یہی امیر ہیں؟ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی والدہ فرماتی ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدائن سے شام آئے، اس وقت وہاں کے گورنر تھے؛ مگر اپنی سادگی کی وجہ سے معمولی لباس اور ابتر حالت میں تھے، ان سے کہا گیا کہ آپ نے اپنے کو اس قدر ابتر کیوں بنا رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آرام وراحت تو صرف آخرت کے لیے ہے۔

ابوقلابہ راوی ہیں کہ ایک شخص حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے یہاں گیا، دیکھا تو بیٹھے آٹا گوندھ رہے ہیں، پوچھا خادم کہاں ہے؟ کہا کام سے بھیجا ہے، مجھ کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ دو دو کاموں کا بار اس پر ڈالوں؛ اس غیر معمولی سادگی کی وجہ سے لوگوں کو ان پر اکثر مزدور کا دھوکا ہو جایا کرتا تھا، ایک مرتبہ ایک عبسی نے جانور کے لیے چارہ خریدا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے تھے ان سے کہا

www.ahnafmedia.com

کہ اس کو گھر تک پہنچادو، وہ اُٹھا کر لے چلے، راستہ میں لوگوں نے دیکھا تو کہنے لگے لائیے ہم پہنچادیں، یہ حال دیکھ کر عبسی نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، وہ سن کر بہت نادم ہوا اور کہا کہ آپ تکلیف نہ کیجئے، آپ نے فرمایا اس میں مجھے نیت کا ثواب ملتا ہے، اب میں اس بوجھ کو بغیر پہنچائے ہوئے نیچے نہیں رکھ سکتا۔

فیاضی:

فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ بھی آپ کا نمایاں وصف تھا، جو کچھ آپ کو تنخواہ ملتی تھی وہ کل کی کل مستحقین میں تقسیم کردیتے تھے اور خود چٹائی بن کر معاش پیدا کرتے تھے اور چٹائی کی آمدنی کا بھی ایک تہائی اصل سرمایہ کے لے رکھ لیتے تھے، ایک تہائی بال بچوں پر خرچ کرتے اور ایک تہائی خیرات کرتے تھے، ارباب علم کے بڑے قدردان تھے، جب کوئی رقم ہاتھ آجاتی تو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شائقین کو بلا کر کھلا دیتے تھے۔ (ابن سعد: ۴/ ۶۴)

صدقات سے اجتناب:

صدقات سے بہت سخت پرہیز کرتے تھے؛ اگر کسی چیز میں صدقہ کا ادنی شائبہ ہوتا تو اس سے بھی احتراز کرتے، ایک غلام نے خواہش کی کہ مجھ کو مکاتب بنادیجے، فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے، کہا میں لوگوں سے مانگ کر ادا کردونگا، فرمایا تم مجھ کو لوگوں کے ہاتھ کا دھوون کھلانا چاہتے ہو (حالانکہ اس کا مانگنا ان کے لیے صدقہ نہ رہ جاتا)۔ (ابن سعد: ۴/ ۶۴)

حلیہ:

آپ رضی اللہ عنہ کے بال گھنے، کان لمبے اور دراز قامت تھے۔

www.ahnafmedia.com

زریں اقوال

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بہت سے حکیمانہ جملے اور زریں اقوال کتب احادیث میں منقول ہیں، ان میں سے چند جواہر ریزے ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

ایک مرتبہ دجلہ کے کنارے جانے کا اتفاق ہوا، ایک شاگرد بھی ساتھ تھا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ گھوڑے کو پانی پلالاؤ، اس نے حکم کی تعمیل کی، آپ نے فرمایا خوب اچھی طرح پلاؤ، جب وہ سیر اب ہو گیا تو شاگرد سے مخاطب ہو کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا اس جانور کے پانی پینے سے دجلہ میں کوئی کمی واقع ہوئی؟ اس نے کہا جی نہیں؛ پھر آپ نے فرمایا کہ علم کی مثال بھی ایسی ہی ہے، اس میں سے جتنا بھی خرچ کیا جائے گھٹتا نہیں چاہیے کہ علم نافع طلب کرو، آپ نے فرمایا کہ علم بہت ہے اور عمر تھوڑی تو بقدر علم دین اسے حاصل کر لو اور ساری دنیا کے علوم کے پیچھے نہ پڑو۔

فرمایا مؤمن کی مثال ایک مریض کی ہے اور اس کے پاس طبیب موجود ہے جو مرض اور اس کے علاج سے بخوبی واقف ہے، مریض کو جب کوئی ایسی چیز کی خواہش ہوتی ہے جو اس کے لیئے مضر ہوتی ہے تو وہ اس کو روکتا ہے؛ اسی طرح وہ برابر اس کی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے؛ یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہو جاتا ہے؛ اسی طرح مؤمن کی خواہشات بھی بہت ہوتی ہیں؛ مگر اللہ تعالیٰ اس کو بری اور مضر خواہشات سے بچاتا رہتا ہے؛ تاآنکہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ جنت کی تمام نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے؛ اگر وہ پہلے بازنہ رکھا گیا ہوتا تو اس کو یہ نعمتیں کیسے ملتیں۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ان کو لکھا کہ آپ ارض مقدس (غالباً

www.ahnafmedia.com

بیت المقدس) میں چلے آیئے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب میں لکھا کہ کوئی زمین انسان کو مقدس نہیں بناتی؛ بلکہ اس کو خود اس کا عمل مقدس اور متبرک بناتا ہے؛ پھر آپ نے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کسی جگہ کے قاضی بنادیے گئے ہو تو اگر تمہارے فیصلوں سے لوگوں میں انصاف ہو تو بہت اچھا ہے اور اگر تم مصنوعی قاضی ہو تو پھر ایسا نہ ہو کہ اپنے فیصلوں سے تمھیں دوزخ میں جانا پڑے، یحیی بن سعید بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ابو درداء رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہو گیا کہ جب دو آدمیوں میں فیصلہ کرتے اور فریقین واپس جانے لگتے تو ان کی طرف ایک نظر ڈالتے اور ان سے فرماتے کہ واقعی میں مصنوعی قاضی ہوں، واپس آؤ اور پھر مجھ سے اپنا مقدمہ بیان کرو، شاید فیصلہ میں غلطی ہو گئی ہو۔

فرماتے ہیں کہ مجھے تین آدمیوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے، ایک وہ جو دنیا کی طلب میں پڑا ہوا ہے اور موت اسے طلب کر رہی ہے، دوسرا وہ جو موت سے غافل ہے؛ حالانکہ موت اس سے غافل نہیں ہے، تیسرا وہ جو قہقہے مار کر ہنستا ہے اور نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض، فرمایا تین چیزیں مجھے اس قدر غمگین کرتی ہیں کہ میں رو دیتا ہوں، ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی جدائی، دوسری عذاب قبر، تیسری قیامت کا خطرہ۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے نصیحت کی خواہش ظاہر کی، آپ نے فرمایا: بولو نہیں، اس نے کہا کہ لوگوں میں رہ کر یہ کیسے ممکن ہے، آپ نے فرمایا کہ اگر بولو تو صحیح اور مناسب بات کہو، اس نے کہا کہ کچھ اور ارشاد ہو، فرمایا کہ غصہ نہ کرو، اس نے کہا کہ میں غصہ میں قابو سے باہر ہو جاتا ہوں، فرمایا کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھو، اس نے کہا اور ارشاد فرمایئے، فرمایا: لوگوں سے ملو جلو نہیں، اس نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ فرمایا اگر ملتے جلتے ہو تو پھر بات میں سچائی سے کام لو اور امانت ادا کر دیا کرو۔

www.ahnafmedia.com

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور یہودی عالم کا مکالمہ

انعم کمال

ایک دن یہودیوں کے ایک بہت بڑے مجمع سے یہودیوں کا ایک بڑا عالم تقریر کر رہا تھا۔ کہ اچانک حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ جا کر اس مجمع میں بیٹھ گئے ان کے بیٹھتے ہی یہودی عالم کی زبان بند ہو گئی۔ مجمع میں شور ہوا کہ حضرت بولتے کیوں نہیں؟ عالم نے کہا: ہم میں کوئی محمدی آ گیا ہے۔ مجمع سے آواز آئی اسے کھڑا کرو ہم قتل کریں گے۔

کہا: نہیں بھائی! جو محمدی ہو وہ کھڑا ہو جائے حضرت بایزید بسطامی کھڑے ہو گئے یہودی نے کہا میں جو سوال کروں گا کیا تُو جواب دے گا؟ بایزید نے کہا دوں گا۔۔۔ حضرت بایزید نے کہا اور میں صرف ایک سوال کروں گا کیا تُو جواب دے گا یہودی عالم نے کہا دوں گا۔

سوالات و جوابات کچھ اس طرح سے تھے:

یہودی عالم نے پوچھا: ایک بتاؤ جس کا دوسرا نہیں ہے؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "اللہ ایک ہے اس کا دوسرا نہیں ہے۔"

یہودی عالم نے پوچھا: دو بتاؤ جس کا تیسرا نہ ہو؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "دن اور رات اس کا تیسرا نہیں۔"

یہودی عالم نے پوچھا: تین بتاؤ جس کا چوتھا نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "لوح، و قلم، کرسی تین ہیں اس کا چوتھا نہیں۔"

یہودی عالم نے پوچھا: چار بتاؤ جس پانچواں نہ ہو؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "تورات، زبور، انجیل اور قران یہ چار ہیں ان کا

www.ahnafmedia.com

پانچواں نہیں۔"

یہودی عالم نے پوچھا: پانچ بتاؤ جس کا چھٹا نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "اللہ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں چھ نہیں۔"

یہودی عالم نے پوچھا: چھ بتاؤ جس کا ساتواں نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "چھ دن میں زمین و آسمان بنائے ہیں سات دن میں نہیں۔"

یہودی عالم نے پوچھا: سات بتاؤ جس کا آٹھواں نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "میرا رب کہتا ہے میں نے سات آسمان بنائے ہیں اس کا آٹھواں نہیں۔"

یہودی عالم نے پوچھا: آٹھ بتاؤ جس کا نواں نہ ہو؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "میرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے نو نے نہیں۔"

یہودی عالم نے پوچھا: وہ نو بتاؤ جس کا دس نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "حضرت صالح علیہ سلام کی قوم میں نو بڑے بدمعاش تھے اس میں دسواں نہیں تھا۔"

یہودی عالم نے پوچھا: وہ دس بتاؤ جس کا گیارھواں نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "حج میں کوئی غلطی ہو جائے تو اللہ نے ہمیں سات روزے وہاں رکھنے اور تین گھر پر رکھنے کو کہا ہے یہ دس ہیں گیارہ نہیں۔"

یہودی عالم نے پوچھا: وہ گیارہ بتاؤ جس کا بارہ نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "حضرت یوسف کے گیارہ بھائی تھے بارہ نہیں۔"

www.ahnafmedia.com

یہودی عالم نے پوچھا: وہ بارہ بتاؤ جس کا تیرہ نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: ”سال میں اللہ نے بارہ مہینے رکھے ہیں تیرہ نہیں۔“

یہودی عالم نے پوچھا: وہ تیرہ بتاؤ جس کا چودہ نہیں؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: ”حضرت یوسف علیہ سلام نے اپنے باپ سے کہا: میں نے گیارہ ستارے ایک سورج اور ایک چاند دیکھا جو مجھے سجدہ کر رہے ہیں یہ تیرہ ہیں چودہ نہیں۔“

یہودی عالم نے پوچھا: بتاؤ وہ کیا چیز ہے جس کو خود اللہ نے پیدا کیا اور اس کے بارے میں خود ہی سوال کیا؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: ”حضرت موسیٰ علیہ سلام کا ڈنڈا اللہ کی پیداوار ہے لیکن خود ہی سوال کیا۔ ”(القران) اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟۔“

یہودی عالم نے پوچھا: بتاؤ سب سے بہترین سواری کیا ہے؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: ”گھوڑا۔“

یہودی عالم نے پوچھا: سب سے بہترین دن؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: ”جمعہ کا دن۔“

یہودی عالم نے پوچھا: بتاؤ سب سے بہترین رات؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: ”لیلتہ القدر۔“

یہودی عالم نے پوچھا: بتاؤ سب سے بہترین مہینہ؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: ”ماہ رمضان المبارک۔“

یہودی عالم نے پوچھا: بتاؤ وہ کون سی چیز ہے جس کو پیدا کر کے اللہ نے اس کی عظمت کا اقرار کیا؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: ”اللہ نے عورت کو مکار بنایا اور اس کے مکر کا اقرار کیا

www.ahnafmedia.com

"ان کید کن عظیم (القران) عورت کا مکر بڑا زبردست ہے۔"

یہودی عالم نے پوچھا: بتاؤ وہ کون سی چیز ہے جو بے جان ہے مگر سانس لیتی ہے؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "والصبح اذا تنفس: میرا رب کہتا ہے مجھے صبح کی قسم جب وہ سانس لیتی ہے۔"

یہودی عالم نے پوچھا: بتاؤ وہ کون سی چودہ چیزیں ہیں جنہیں اللہ پاک نے اطاعت کا حکم دیا، ان سے بات کی؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "سات زمین، سات آسمان۔" اللہ نے سات زمینیں سات آسمان بنائے اور ان چودہ کو خطاب فرمایا کہ میرے سامنے جھک جاؤ تو ان چودہ کے چودہ نے کہا یا اللہ ہم آپکے سامنے جھک رہے ہیں۔"

یہودی عالم نے پوچھا: وہ کیا ہے جسے اللہ نے خود پیدا کیا اور پھر اللہ نے اسے خرید لیا؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو پیدا کیا ہے اور ان کو خود خرید لیا جنت کے بدلے۔"

یہودی عالم نے پوچھا: بتاؤ وہ کیا ہے جس نے بے جان ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "حضرت نوح علیہ سلام کی کشتی پانی پر چلی اور جب چلتے چلتے بیت اللہ پر آئی تو بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔"

یہودی عالم نے پوچھا: بتاؤ وہ کون سی قبر ہے جو اپنے مردے کو لے کر چلی؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: "حضرت یونس علیہ سلام کی مچھلی جو اپنے اندر حضرت یونس کو بٹھا کر چالیس دن تک پھرتی رہی، وہ قبر کی طرح تھی قبر کی طرح چل رہی تھی لیکن اللہ کی قدرت حضرت یونس کو پیٹ میں نہ مرنے دیا، نہ بھوکا پیاسا رکھا، نہ بیمار کیا نہ پریشان کیا، حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں اللہ کی امانت تھے۔"

www.ahnafmedia.com

یہودی عالم نے پوچھا: وہ کونسی قوم ہے جس نے جھوٹ بولا پھر بھی جنت میں جائے گی؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: ”حضرت یوسف علیہ سلام کے بھائی، حضرت یوسف علیہ سلام کے بھائی بکری کا خون کرتے کے اوپر مل کر شام کو گھر آئے اور کہا یوسف کو بھیڑیا اٹھا کے لے گیا یعنی جھوٹ بولا۔۔۔ لیکن حضرت یعقوب علیہ سلام کے استغفار پر اور ان کی توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کریں گے۔“

یہودی عالم نے پوچھا: بتاؤ وہ کون سی قوم ہے جو سچ بولے گی پھر بھی جہنم میں جائے گی؟

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: ”یہودی وعیسائی ایک بول میں سچے ہیں یہودی کہتے ہیں عیسائی باطل پر ہیں اور عیسائی کہتے ہیں یہودی باطل پر ہیں اس میں دونوں سچے ہیں لیکن دونوں جہنم میں جائیں گے۔“

اس پر یہودی عالم نے کہا سوالات تو اور بہت سے ہیں مگر وقت بہت ہو گیا اب یہیں چھوڑ دیتا ہوں،، حضرت بایزید نے کہا حسب وعدہ میرے ایک سوال کا جواب بھی دے دو۔

صرف ایک سوال کا جواب دو مجھے بتاؤ جنت کی چابی کیا ہے؟ یہودی عالم خاموش ہو گیا تو لوگوں نے کہا بولتے کیوں نہیں؟ تم سے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی وہ ہر ایک کا جواب دیتا رہا اور آپ ایک ہی سوال کا جواب نہیں دے رہے؟ کہنے لگا جناب مجھے سارا پتہ ہے جواب مجھے آتا ہے مگر تم مانو گے نہیں۔ حضرت بایزید نے فرمایا پتہ ہے تو مانتے کیوں نہیں؟ مجمع میں سے آواز آئی اگر تُو کہے گا تو مانیں گے کہنے لگا تو پھر سنو جنت کی چابی تو محمد ﷺ ہیں۔ حضور اکرم نے ارشاد فرمایا جنت کی چابی اور جنت کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہیں ساری دنیا کے انسان میرے جھنڈے کے نیچے جنت میں جائیں گے کوئی میرے جھنڈے سے نکل نہیں سکتا جنت کا دروازہ اور چابی آپ کے ہاتھ میں ہے آپ کے بغیر کوئی جنت میں نہیں جا سکتا۔

www.ahnafmedia.com

ابھی توبہ کیجیے!

فائزہ بتول

گناہ ایک سنگین و مہلک ترین روحانی مرض ہے، اللہ کی نافرمانی اور گناہ وہ مضر شے ہے جس سے انسان کے قلب میں زنگ لگ جاتا ہے اور قلب سیاہ ہو جاتا ہے، لیکن اس کا بہترین علاج اور تریاق توبہ ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان خطا ونسیان کا پتلا ہے، غلطی اور گناہ کرنا اس کی جبلت میں داخل ہے، مگر بہترین گناہ گار وہ ہے جو اپنے گناہوں پر ندامت کے ساتھ آنسو بہائے اور اپنے کیے پر اللہ تعالیٰ سے رجوع کرے، معافی مانگے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے۔

توبہ کیا ہے؟ دراصل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام توبہ ہے، ایک یہ کہ جو گناہ سرزد ہو جائے اس پر دل سے ندامت و شرمندگی اور پشیمانی ہو، دوسرے یہ کہ جو گناہ ہو اس کو فوراً چھوڑ دے، تیسرے یہ کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم (پکا ارادہ) ہو، ان ہی تین چیزوں کے مکمل ہونے پر توبہ تکمیل تک پہنچتی ہے۔

قرآن وحدیث میں توبہ کرنے والوں کے لیے خوش خبری اور بشارت دی گئی ہے اور اللہ توبہ کرنے والوں کو پسندیدگی اور محبوبیت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”بے شک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے۔“ (سورۃ البقرہ:222)

قرآن کریم میں فرمایا گیا:

”اے محمد! (آپ میرے طرف سے میرے بندوں سے) کہیے کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے (کفر وشرک کرکے) اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے، خدا کی

www.ahnafmedia.com

رحمت سے (کبھی) ناامید مت ہو (اور یہ خیال مت کرو کہ تمہاری بخشش نہیں ہو سکتی، اگر تم شرک و کفر اور بغاوت کی زندگی سے نکل آؤ اور توبہ کر لو تو بخشش کا دروازہ تمہارے لیے بھی کھلا ہوا ہے) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخشتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان ہے (پس اگر اللہ کی بخشش چاہتے ہو تو توبہ کر لو) اور رجوع ہو جاؤ اور اپنے رب کی طرف اور اس کی فرماں برداری اختیار کر لو، قبل اس کے کہ (کفر و شرک کی پاداش میں) تم پر عذاب آجائے اور پھر کسی طرف سے تم کو کوئی مدد نہ مل سکے اور (بغاوت و معصیت کی زندگی چھوڑ کے) پیروی اختیار کر لو اس بہترین شریعت کی، جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے اتاری گئی ہے، قبل اس کے کہ اچانک تم پر خدا کا عذاب آپڑے اور تمہیں اس کا خیال بھی نہ ہو۔"

(سورہ زمر: 53 تا 55)

حدیث شریف میں آیا ہے: "ہر انسان خطا کار اور گناہ گار ہے، مگر بہترین خطا کار وہ ہے جو اللہ سے توبہ اور اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔"

گناہوں کی تلافی کا کیا طریقہ ہے؟

توبہ کی یہ صفت انسان کو کامیابی کے بلند مدارج تک پہنچاتی ہے، اسی سے دل کا سیاہ دھبہ دور ہو سکتا ہے، اس توبہ ہی سے بڑے بڑے گناہ گار اور مایوس لوگ منزل مراد سے ہم کنار ہوتے ہیں، کتنے ہی بڑے بڑے گناہ گاروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض حال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مایوسی دور کر کے انہیں حوصلہ بخشا اور خوش خبری دی۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے اتنے اور ایسے گناہ اپنی زندگی میں کیے ہیں کہ اگر ان گناہوں کو دنیا کے تمام انسانوں پر تقسیم کر دیا جائے تو سب جہنم میں

www.ahnafmedia.com

چلے جائیں۔ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ان گناہوں کی تلافی کا کوئی طریقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنا ایمان تازہ کرنے اور اللہ کی طرف رجوع ہونے کی تلقین فرمائی، تو اس شخص کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ حدیث شریف میں ایسے کتنے ہی واقعات ہیں کہ گناہوں سے بجھے ہوئے دل روشن چراغ بن گئے اور انہیں دنیا کے انسانوں کو صحیح راہ دکھانے کی سعادت حاصل ہو گئی۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس طرح پانی لگنے سے لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے اسی طرح (گناہ سرزد ہونے سے) دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس زنگ کو دور کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

انسان کے اعمال بد کی سیاہی:

ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ لگ جاتا ہے، پھر اگر وہ اس گناہ سے باز آجاتا ہے اور معافی مانگ لیتا ہے تو یہ سیاہ دھبہ مٹا دیا جاتا ہے، لیکن اگر وہ اس گناہ کا اعادہ کرتا ہے تو سیاہ دھبوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے، بس یہی وہ "رین" کی کیفیت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا: ﴿کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون﴾.

(سورۃ التطفیف)

انسان کے کردار کو بنانے اور بگاڑنے میں اس کے دل کا بڑا اہم کردار ہوتا

www.ahnafmedia.com

ہے، اگر دل پاک وصاف اور خوف الٰہی سے معمور ہے تو کردار بھلائیوں کا علم بردار بنتا ہے اور اگر دل خوف الٰہی سے خالی اور تقویٰ وپرہیز گاری سے عاری ہو تو کردار داغ دار ہو جاتا ہے، معلوم ہوا کہ دل انسان کا کردار بنانے اور بگاڑنے میں بڑا موثر کردار ادا کرتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو سب سے پہلے اس گناہ کا اثر اس کے دل پر پڑتا ہے، جو سیاہ دھبہ کی شکل میں نمایاں ہوتا ہے، یہ گویا کردار کے زنگ آلود ہونے کی ابتدائی علامت ہے۔

اگر ابتدائی مرحلہ میں انسان اپنی اخلاقی بیماری پر آگاہ ومتنبہ ہو کر گناہ او رمعصیت کو چھوڑ کر، توبہ واستغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس سیاہ دھبہ کو زائل فرمادیتا ہے ،لیکن اگر اس نے اس کی فکر نہ کی اور توبہ واستغفار کا دامن نہیں تھاما تو انسان گناہوں کے سمندر میں ڈوبتا چلا جاتا ہے اور اس سے نکلنا بہت دشوار ہو جاتا ہے، دراصل جو دل خوف الٰہی سے معمور ہو جاتا ہے وہ انسان کے لیے دنیا وآخرت میں فلاح ونجات کی راہیں ہموار کرتا ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے، جسم انسانی میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، اگر وہ درست رہے تو پورا جسم درست رہتا ہے، لیکن اگر وہ خراب ہو جاتا ہے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے، لوگو! یادرکھو، گوشت کا یہ لوتھڑا دل ہے۔

توبہ اور استغفار کی کثرت کیجیے

بحیثیت مسلمان مومن بندوں کو کثرت توبہ واستغفار کے ذریعہ اپنے دلوں سے معصیت کے زنگ کو زائل کرتے رہنا چاہیے او راحتساب کی کیفیت کے ساتھ

www.ahnafmedia.com

اخلاق و کردار کا برابر اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے، تاکہ وہ دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی سے ہم کنار ہو سکیں، کیوں کہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بخشش کے لیے پھیلا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے ایمان والو! اللہ کی طرف سب مل کر توبہ کرو، شاید کہ تم فلاح پاؤ"۔ (سورہ نور آیت:31)

دوسری جگہ ارشاد ہے: " جو کوئی گناہ کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے اور اللہ سے بخشش چاہے تو وہ اللہ کو بخشنے والا، مہربان پائے گا"۔ (سورۂ نساء آیت:110)

حدیث میں آتا ہے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے، تاکہ دن کا گناہ گار توبہ کرے او راپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا ہے، تاکہ رات کا گناہ گار توبہ کرلے، یہاں تک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے نکلے (یعنی قیامت کا دن آجائے)۔(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک کہ (جان کنی کی) خرخراہٹ نہ شروع ہو۔(ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا کی قسم! میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں اور دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ کرتا ہوں۔(بخاری)

حضرت اَغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل میں بھی غفلت کا اثر ہو جاتا ہے، میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مجلس میں

www.ahnafmedia.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو مرتبہ "رب اغفرلی، وتب علی، انك انت التواب الرحیم" (اے اللہ! مجھے معاف کر دے اور میری توبہ قبول فرمالے، بلاشبہ تو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے) پڑھتے ہوئے شمار کیا۔ (ابو داؤد)

توبہ کی خیر وبرکت:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص استغفار میں پابندی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ہر تنگی کو دور کر دے گا اور ہر غم سے خلاصی دے گا اور اس کو روزی ایسی جگہ سے دے گا جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو گا۔ (ابو داؤد)

حضرت بلال بن یسار بن زید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے "استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ" پڑھا تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، چاہے وہ جنگ سے بھاگ کر آیا ہوں۔ (ابو داؤد، ترمذی)

توبہ واستغفار کی بہترین دعا:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی مالک ومعبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا اور وجود بخشا، میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک مجھ عاجز وناتواں سے ہو سکے گا، تیرے کیے ہوئے (ایمانی) عہد ومیثاق کے وعدے پر قائم رہوں گا، تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے عمل وکردار کے شر سے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھے نعمتوں سے نوازا اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے نافرمانیاں کیں اور گناہ کیے، اے مالک ومولا! تو مجھے معاف کر دے اور میرے

www.ahnafmedia.com

گناہ بخش دے، تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔

جس بندے نے اخلاص کے ساتھ، دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا اور اسی دن، رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آگئی تو بلاشبہ وہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری)

دنیاوی مضرت سے حفاظت کے لیے دعا:

حضرت عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، شام کو اور صبح کو (یعنی دن شروع ہونے اور رات شروع ہونے پر) تم قل ھو اللہ احد (سورہ اخلاص) اور معوذتین (سورۂ ناس، سورہ فلق) تین بار پڑھ لیا کرو، ہر چیز کے لیے تمہارے لیے یہ کافی ہو گی۔

(ابوداؤد، ترمذی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرے تو اس کو کوئی مضرت نہیں پہنچے گی اور کسی حادثے سے دوچار نہیں ہو گا۔

"بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء، وھو السمیع العلیم" اور اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

(جامع الترمذی)

اللہ رب العالمین ہر قسم کے منکرات، شرور و فتن اور معاصی و گناہوں سے بچنے اور کثرت سے توبہ و استغفار کرنے کی توفیق دے اور ایسے اعمال صالحہ اختیار کرنے کی سعادت عطا فرمائے جو دنیا و آخرت میں فلاح و نجات کا سبب بن سکیں۔

"در ترے رحمت کے ہیں ہر دم کھلے"

www.ahnafmedia.com

اُمّ المُومنین سیّدہ جویرہ رضی اللہ عنہا

لبنیٰ اشفاق

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنی مصطلق سے تعلق رکھتی تھی۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کا نام برہ تھا۔ آپ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ آپ پہلے سے شادی شدہ تھیں۔ آپ کے شوہر کا نام عسافع اور والد کا نام حارث تھا۔ یہ دونوں ہی اسلام کے سخت دشمن تھے۔ عسافع بد قسمت تھا کہ وہ اسلام لانے سے پہلے ہی حالت کفر میں قتل ہو گیا۔

آپ رضی اللہ عنہا کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ قریش کے اکسانے پر حارث نے کافی فوج اکٹھی کر لی اور مسلمانوں پر مدینہ میں حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خبر کی تصدیق کے بعد اس لشکر کو دشمن پر حملہ کا حکم دیا۔ آپ کے لشکر میں اس وقت 30 گھوڑے تھے جن میں سے دس گھوڑے مہاجرین کے پاس اور بیس گھوڑے انصار کے پاس تھے۔ یہ شعبان پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔ مسلمانوں نے نہایت تیز رفتاری کے ساتھ سفر کیا اور کافروں کو کسی قسم کی خبر ہونے سے پہلے ہی جالیا۔ اسلامی لشکر کا حملہ اتنا تیز اور اچانک تھا کہ وہ مزاحمت بھی نہ کر سکے اور مسلمانوں نے کافروں کو شکست دی۔ ان کے دس آدمی قتل ہوئے اور بقیہ مرد، عورتیں، بوڑھے اور بچے سب گرفتار ہوئے۔ ان کا مال و اسباب بھی اسلامی لشکر کے قبضہ میں بطور مالِ غنیمت کے آیا۔ دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں بھی اس میں شامل تھیں۔ کافروں کے دو گھرانے قید ہوئے۔ ان قیدیوں میں ہی سردار قبیلہ بنی المصطلق کی وہ بیٹی بھی

www.ahnafmedia.com

شامل تھیں جنہیں آگے چل کر ام المومنین کے درجہ پر فائز ہونا تھا۔

اس دور کی روایت کے مطابق قیدی لونڈی اور غلام کی حیثیت سے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، صحابی ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں لیکن حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ میرے بدلے رقم لے لو اور مجھے چھوڑ دو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے نو اوقیہ سونا معاہدہ کیا لیکن حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت رقم نہ تھی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے ایک بہتر تجویز رکھی اور فرمایا کہ اگر تم بہتر سمجھو تو میں تمہاری واجب الادا رقم دے دیتا ہوں اور تمہیں آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیتا ہوں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے اس چیز کو پسند فرمایا۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے والد حارث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کو چھڑانے کے لئے بہت سے اونٹ لے کر مدینہ کی طرف چلے۔ ان اونٹوں میں سے دو انتہائی قیمتی اونٹ جو ان کو نہایت پسند تھے، ان کو مدینہ کے قریب کسی گھاٹی میں چھپا دیا کہ ان کو واپسی میں حاصل کر لیا جائے گا اور مدینہ میں پہنچ کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اونٹ آپ کے سامنے پیش کئے اور اپنی بیٹی فدیئے کے بدلے میں مانگی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں گھاٹی میں چھپائے اونٹوں کا ذکر کر تو بے اختیار کلمہ پڑھ گئے اور کہا کہ اونٹوں کے چھپانے کا اللہ اور میرے سوا کسی کو علم نہ تھا۔ یقیناً اللہ ہی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اونٹوں کی خبر دی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو اپنی زوجیت میں لینا تھا کہ صحابہ کرام نے فوراً ہی ردِ عمل ظاہر کیا

www.ahnafmedia.com

اور بنی مصطلق کے 100 گھرانوں کی اپنی غلامی سے اس لئے آزاد کر دیا کیونکہ اب وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار تھے جن کو وہ اپنی غلامی میں نہ رکھ سکتے تھے چنانچہ اس واقعہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمانا ہے: "میں نے جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی عورت کو اپنی قوم کے حق میں بابرکت نہیں دیکھا جن کی وجہ ایک دن میں 100 گھرانے آزاد ہوئے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نہایت خوبصورت تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا حسن و جمال خیرہ کن تھا لیکن آپ نہایت ہی عبادت گزار تھیں اور عبادت میں وقت گزار دیتیں۔ ایک بار رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا۔ کافی دیر بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پلٹے تو آپ رضی اللہ عنہا بدستور عبادت میں مصروف تھیں۔ اس پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ ثواب والے کلمات سکھائے جن کا ثواب کافی دیر کی عبادت سے زائد ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا قبیلہ کے سردار کی بیٹی تھیں اور آپ نے نہایت پُر آسائش زندگی گزاری تھی لیکن رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر آکر آپ نے خود کو خاندانِ نبوی کے مطابق ڈھال لیا۔ اکثر گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا مگر آپ صبر کے ساتھ گزارا کرتیں۔ آپ ایک تنگ اور تاریک حجرہ میں رہتی تھیں۔ کھجور کی چھال کا بستر تھا۔ ایک تکیہ تھا اور ایک چادر تھی۔ ہانڈی اور کچھ برتن تھے۔ ایک پیالہ تھا۔ مسواک مصحف اور مصلیٰ تھا۔ یہ ان کی کل کائنات تھی لیکن آپ نے قناعت کے ساتھ تمام عمر گزاری۔ جب آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آئیں تو اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی اور پھر چند سال اپنے جلیل القدر شوہر کے ساتھ گزارنے کے بعد بقیہ تمام عمر بیوگی میں گزار دی۔

www.ahnafmedia.com

اولاد کی تربیت

مولانا میر زاہد کھیالوی

یقیناً یہ ایک پیچیدہ اور اہم مسئلہ ہے، ہر ذمہ دار اور نگراں پر اپنے متعلق ماتحتوں کی تربیت کا فریضہ عائد ہوتا ہے، استاذ کے ذمہ اپنے شاگردوں کی، شیخ کے اوپر اپنے مریدین کی، والدین پر اپنی اولاد کی، ان کی نفسیات کا لحاظ رکھ کر صحیح تربیت کرنا لازم اور ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ.

(مشکوٰۃ، ص:۳۲۰)

(مسلمانو! تم میں سے ہر ایک حکمراں ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کی نسبت سوال کیا جائے گا)

بچپن میں بچہ کے دل کی تختی چونکہ صاف شفاف ہوتی ہے۔ پھر جیسے ماحول میں بچہ کی نشو ونما ہوتی ہے ایسے ہی اثرات اس کے دل ودماغ پر نقش ہو جاتے ہیں اور عام طور سے اسی پر اس کی آئندہ زندگی کی تعمیر ہوتی ہے۔ لہٰذا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچہ کے لئے خوشگوار ماحول مہیا کریں شریر بچوں سے الگ رکھیں گھریلو زندگی میں بھی کوئی نامناسب بات یا غیر مہذب حرکت بچہ کے سامنے نہ کریں، حرکات وسکنات میں بھی سنجیدگی ومتانت ہو، بول چال میں پیار ومحبت اور تنبیہ میں توازن اور اعتدال قائم رہنا چاہئے، تہذیب وشائستگی کا خیال رکھے، چونکہ غیر محسوس طریقہ پر تمام چیزیں بچہ کے اندر منتقل ہوتی ہیں، اور وہ جس طرح کوئی کام دیکھتا یا کوئی بات سنتا ہے، عملاً اس کو اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، بچہ کی اخلاقیات پر بھی خاص توجہ دی جائے، محبت میں اس کی عادتیں بگڑنا شروع ہو جاتی ہیں، شریعت مطہرہ نے ہر موقعہ پر

www.ahnafmedia.com

اعتدال کی تعلیم دی ہے۔

میرے مربی حضرت مفتی مہربان علی شاہ بڑوتی رحمۃ اللہ علیہ (جنہیں اللہ تعالیٰ نے تربیت کے باب میں خاص ملکہ دیا تھا) اپنے ایک مخصوص وصیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں: "بچہ کی صحیح تربیت کر دینا کروڑوں کا مالک بنا دینے سے بہتر ہے" مزید فرمایا کہ اس زمانہ میں بہت سے لوگ اولاد کے لئے پریشان ہیں (کہ کوئی اولاد نہیں) اور بہت سے لوگ اپنی اولاد سے پریشان ہے (کہ بچپن میں صحیح تربیت نہیں کی گئی، پیار پیار میں ان کو بگاڑ دیا پھر پریشان ہیں کہ کیا کریں اولاد مطیع نہیں لڑکے نے بدنام کر دیا، جینا مشکل کر دیا وغیرہ) نیز یہ بھی اس زمانہ کا عام مزاج بنا ہوا ہے کہ اپنا بچہ اگر کوئی غلطی کر دے یا کوئی غلط بات زبان سے نکال دے یا کسی دوسرے کے ساتھ بد تمیزی کرے تو اس کے والدین یا مربی یہ کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں کہ بچہ ہی تو ہے آہستہ آہستہ سنور جائے گا، حالانکہ بچپن کا دور ہی بگڑنے سنورنے کا ہوتا ہے، اس وقت مزاج کے اندر فساد اور بگاڑ آگیا تو پھر مستقبل کا سنورنا مشکل ہو جاتا ہے، لہٰذا بچہ کی سچی محبت اور اصلی ہمدردی کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر ہر موقع پر اس کی نگرانی کی جائے، نامناسب امور میں اسے فہمائش کی جائے، وہ کسی کی جانب لالچ کی نگاہ نہ ڈالے، شروع ہی سے اس کو عادی بنایا جائے کہ وہ ہر چیز کا سوال اللہ سے کرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچپن میں تعلیم فرماتے ہیں "اے بچے! خدا کو یاد رکھ تو اس کو اپنے سامنے پائے گا، اور جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کر اور جب تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد مانگ اور جان لے اس بات کو کہ اگر تمام لوگ اس بات پر اتفاق کر لیں کہ تجھ کو کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو ہر گز اس کے سوا کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے جو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے لکھ دیا ہے اور اگر سب لوگ اس پر متفق ہو جائیں کہ تجھے کچھ نقصان پہنچانا چاہیں تو

www.ahnafmedia.com

ہر گز اس کے سوا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تیرے واسطے لکھ دیا ہے۔

بچپن سے ہی توحید کی بنیاد پر بچہ کی ذہن سازی کی جائے اور اس کا یقین اللہ کی ذات پر پختہ کرا دیا جائے تو اس کے اثرات نمایاں محسوس ہوتے ہیں، توہمات سے اس کا دل و دماغ پاک رہتا ہے اس کے اندر غیرت اور خودداری آجاتی ہے اور بچپن میں بنا ہوا یقین دل میں پختگی کے ساتھ جم جاتا ہے۔ میرے ایک قریبی دوست کا بچہ ہے کم سنی کے باوجود اس کی نیک خصلتیں دیکھ کر بڑی مسرت ہوتی ہے، مثلاً کوئی چیز اسے دے کر واپس لیں تو واپس کر دینا، کھانے کی چیز اگر اس کے ہاتھ میں ہے تو پہلے دوسروں کو دے کر پھر خود کھانا پیسے مانگنے کو منع کر دیا تو ضد نہ کرنا، رونے پر فہمائش کرنے سے چپ ہو جانا، کلمہ یا سلام جو اسے سکھایا جائے تو اسے ادا کرنا وغیرہ، یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں، لیکن حقیقت میں ان کی بنیادی حیثیت ہے، اور بلاشبہ اس میں والدین کی تربیت کا دخل ہوتا ہے۔

یہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ بچہ بہر حال بچہ ہوتا ہے اس کو ہر ہر بات میں اتنا محتاط اور حساس بنا دینا کہ وہ اپنی فطری عادتوں اور جائز شرارتوں کو بھی گناہ سمجھنے لگے اور اپنے عمل اور گفتگو سے کوئی بزرگ محسوس ہو یہ اس کے بچپن کے ساتھ زیادتی ہے، بڑے ہو کر ایسے بچوں کے جذبات پر یا تو ایک پژمردگی سی آجاتی ہے، یا بچپن کی محرومیوں کا جوانی میں تدارک کرتا ہے جو زیادہ خطرناک ہے، اس لئے اخلاق وعادات کی اصلاح کے ضمن میں اعتدال اور توازن بہت ضروری ہے عموماً بچہ کی عادت پیسے مانگنے کی ہوتی ہے، اس عادت کو حد اعتدال میں رکھا جائے نہ تو یہ کہ اٹھتے بیٹھتے پیسے لینے ہی کو بچہ وظیفہ بنالے اور نہ ایسا کرے کہ بچہ احساس محرومی کا شکار ہو جائے کوئی دوست یا مہمان یا کوئی بھی آدمی کچھ چیز پیسے وغیرہ دے تو بچہ اپنے والدین کی اجازت بلکہ حکم کے بغیر نہ لے، کسی سے یونہی کوئی چیز لینے سے بھی عادت بگڑ جاتی

www.ahnafmedia.com

ہے، چنانچہ آئندہ وہ شخص آجائے تو لالچ کی نگاہ بچہ اس پر ڈالتا ہے اور اُمید لگائے ہوتا ہے۔ اگر وہ آدمی دستی وغیرہ نکالنے کے لئے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتا ہے تو بچہ سمجھتا ہے کہ میرے لئے پیسے نکال رہے ہیں۔

مربی اس کا بھی خیال رکھے کہ ہمہ وقت بچہ کو ڈانٹ ڈپٹ یا فہمائش نہ کرتا رہے کہ اس سے یقیناوہ بجائے مانوس ہونے کے متوحش ہو جاتا ہے، بلکہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم من لم یرحم صغیرنا الخ (جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں) کو ملحوظ رکھ کر اُنس ومحبت کے ساتھ اس کی جائز ضد بھی پوری کی جائے یہ نہ ہو کہ بعض دفعہ تو دس دس روپے دے دیے اور بعض اوقات جیب خالی ہے تو ایک روپیہ بھی نہیں دیا گیا اس پر بچہ یقیناضد کرتا ہے اور پریشان ہوتا ہے، عادت چونکہ اس کی خرچ کرنے کی بن چکی ہے، اب اگر اس کے صرفہ میں تنگی ہوتی ہے تو پھر وہ ادھر اُدھر غلط نظر ڈالتا ہے۔ اس طرح چوری وغیرہ کی غلط عادت بھی بن سکتی ہے۔

الحاصل تربیت کا مسئلہ بڑا نازک ہوتا ہے، اس کے کچھ ضابطے، قوانین یا کچھ لکیریں مقرر نہیں کہ ان کو سامنے رکھ کر تربیت کی جاتی رہے، بلکہ تربیت کے طریقے، احوال ومواقع نفسیات وجذبات اور خیالات کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں، جتنے بچے والدین کی زیر تربیت ہیں، یا جس قدر طلبہ یا مریدین استاذ وشیخ کے یہاں حلقہ بگوش ہیں ہر ایک کے مزاج وعمر کے لحاظ سے تربیت کرنا لازم ہے، سب کو ایک لکڑی سے نہ ہانکا جائے۔ محسن انسانیت، مربیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی باب تربیت میں جو تعلیمات ہیں اور آپ کے جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی تربیت کا عملی نمونہ مربی حضرات کے لئے مشعل راہ ہیں، طریق نبوی کے مطابق جو تربیت کی جائے گی بلاشبہ وہ باعث خیر وبرکت ہوگی اور اس کے نمایاں اثرات مشاہد ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

اللّٰھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا.

www.ahnafmedia.com

قسط نمبر 34: امان اللہ کاظم

ظہیر الدین محمد بابر

بابر اپنی قیام گاہ "الغ خان" کے مدرسے پہنچ گیا اور اپنے ساتھیوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ اُس کے سردار شیرم طغائی، قوچ بیگ اور کوکالتاش اپنے دیگر سرداروں کے ہمراہ بابر کے حضور آحاضر ہوئے۔ محفلِ مشاورت شروع ہوگئی۔ بابر نے سمرقند کی باری صورتِ حال ان کے سامنے رکھی۔ وہ کچھ اس طرح گویا ہُوا: "سمرقند میرے اجداد کا عظیم شہر ہے۔ میں کسی طرح بھی اس شہر کو ازبکوں کے حوالے نہیں کر سکتا، مگر میں جانتا ہوں کہ سمرقند کے اکثر شہری راہِ فرار اختیار کر چکے ہیں۔ جو باقی بچے ہیں وہ بھی بھوک اور پیاس کے ہاتھوں تنگ آچکے ہیں۔ ہم تابہ کے انہیں شہر میں روکے رکھ سکتے ہیں۔ اندریں حالات آپ لوگوں کی کیا رائے ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟۔"

ایک سردار نے کہا: "سننے میں آیا ہے کہ ہرات اور کابل کے تیموری حکمران شیبانی خان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔"

قاسم بیگ مایوسانہ انداز میں کہہ اٹھا: "ہم کب تک محصور رہ کر حالات کا مقابلہ کر سکتے ہیں جبکہ ہمیں باہر سے کسی قسم کی کوئی فوجی امداد ملنے کی بھی توقع نہیں ہے۔ ہمارے پاس محض پندرہ بیس روز یا زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کی خوراک موجود ہے۔ سامانِ رسد اور پانی کی عدمِ فراہمی کی وجہ سے ہم باقی ماندہ شہریوں کو کس طرح شہر میں رہنے کے لئے مجبور کر سکتے ہیں؟۔"

بابر نے قاسم بیگ کی باتیں سن کر شیرم طغائی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ شیرم طغائی بابر کی نظروں کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہہ اٹھا: "اگر ہم اسی طرح ہاتھ

www.ahnafmedia.com

پہ ہاتھ رکھے موہوم امید کے سہارے شہر میں جمے رہے تو عین ممکن ہے کہ ازبک کسی بھی وقت شہر میں داخل ہو کر ہمیں مغلوب کر سکتے ہیں۔ اُس وقت ہمیں شیبانی خان کی قید میں جانے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ میں فقط اتنی گزارش کر سکتا ہوں کہ آپ کسی طرح سمرقند سے چوری چھپے فرار ہو کر اپنے ماموں خاقان اعظم محمود خان کے ہاں تاشقند پہنچ جائیں اور ان سے شیبانی خان کے خلاف مدد کی درخواست کریں تو مجھے امید ہے کہ محمود خان آپ کی مدد پر ضرور تیار ہو جائے گا۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر یہ امید بندھ سکتی ہے کہ ہم شیبانی خان کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں اور سمرقند پر دوبارہ قابض ہو سکتے ہیں۔"

قوچ بیگ کو شیر م طغائی کی تجویز پسند نہ آئی اور برملا بول اٹھا کہ

"سلطانِ معظم! میں سمجھتا ہوں کہ اگرچہ ہم اندریں حالات شیبانی خان سے کما حقہ نبرد آزما نہیں ہو سکتے مگر میں آخری سانسوں تک لڑنے مرنے کا قائل ہوں۔ ہم اپنی بچی کھچی افرادی قوت سے شیبانی خان کا بھرپور مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مجھے یہ بھی امید ہے کہ ہمیں اس دوران باہر سے کوئی نہ کوئی کمک ضرور مُیسّر آ سکتی ہے۔ آپ دل چھوٹا نہ کریں بلکہ سمرقند ہی میں قیام پذیر رہیں۔"

سلاخ نے شیر م طغائی کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا کہ

"قوچ بیگ کا مشورہ سراسر سراب کے مترادف ہے ہم ہمت ہارے ہوئے سپاہیوں کی مدد سے شیبانی خان جیسے طاقتور انسان کا مقابلہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہمیں جھوٹی امیدوں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا۔ اگر یہ صورتِ حال مزید برقرار رہی تو پھر اپنوں ہی میں سے کوئی نہ کوئی ہمیں شیبانی خان کے حوالے کر دے گا۔"

بابر نے اپنے سرداروں کے مشورے کو بڑے غور سے سنا۔ ایک مرتبہ تو کم عمر سلطان کے رونگٹے خوف سے کھڑے ہو گئے۔ مگر جلد ہی انہوں نے اپنے اعصاب

www.ahnafmedia.com

پر قابو پالیا۔ اب وہ دیکھ رہا تھا کہ اس کے سردار ہمت ہار چکے تھے۔ ہمت ہارے ہوئے سرداروں کے ہمراہ طاقتور دشمن سے پنجہ آزمائی کرنا عقلمندی کی بات نہیں تھی۔ انہوں نے اپنا رائے سخن اپنے سرداروں کی طرف پھیرا اور کہنے لگا کہ

"آپ لوگوں کی باتیں سن کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ شیبانی خان سے صلح کا معاہدہ کر کے سمرقند کو خیر باد کہ دینا چاہیے۔ اب زیادہ دیر تک سمرقند میں ٹکے رہنا ہمارے بس سے باہر ہو چکا ہے۔ شیبانی خان سے صلح کر کے ہم بحفاظت سمرقند سے نکل سکتے ہیں۔ مگر مجھے تلاش اس مردِ حُر کی ہے جو شیبانی خان کے پاس جا کر اس سے صلح کی بات چیت کرے۔ اور اسے اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ ہمیں سمرقند سے بحفاظت جانے کی اجازت دے دے۔"

بابر کی نگاہیں بار بار شیر م طغائی کی طرف اٹھ رہی تھیں کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس کام کے لئے صرف شیر م طغائی جیسا زیرک انسان ہی موزوں تھا۔ بنابریں اس نے شیر م طغائی کو یہ اختیار دیا کہ وہ شیبانی خان کے پاس جائے اور اس کو بتائے کہ ہم سمرقند کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ وہ ہمیں پورے امن وامان کے ساتھ یہاں سے نکل جانے کا موقع دے دے۔

سلطانِ معظم کی طرف سے اشارہ پا کر شیر م طغائی نے بصدِ احترام بابر سے کہا کہ "سلطانِ معظّم! مجھ ناچیز کو آپ نے قابلِ بھروسہ سمجھا اس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ جس طرح کہ مثل مشہور ہے کہ "ایک ایک ہوتا ہے جبکہ دو گیارہ ہوتے ہیں" میں چاہوں گا کہ میرے ساتھ کم از کم قوچ بیگ کو ضرور ہونا چاہیے۔ مثل مشہور ہے کہ "دو گیدڑوں نے شیر کو زیر کر لیا تھا" ہم آپ کے یہ دونوں سپاہی شیبانی خان کو صلح کرنے پر مجبور کر دیں گے۔"

محفلِ مشاورت برخاست کر دی گئی بابر نے شیر م طغائی اور قوچ بیگ کو بطور

www.ahnafmedia.com

ایلچی شیبانی خان کے پاس جانے کی اجازت دے دی اور ان کے جانے کے بعد وہ نہایت خاموشی سے سمرقند سے فرار کی تدبیریں کرنے لگا۔

ادھر شیر م طغائی اور قوچ بیگ امید و بیم کے درمیان جھولتے ہوئے شیبانی خان کے فوجی مستقر کی طرف بڑھے چلے جارہے تھے۔ان کے دلوں میں یہ اندیشہ بار بار سر اٹھارہا تھا کہ شیبانی خان جیسا شاطر اور طاقتور دشمن ظہیر الدین بابر جیسے پٹے ہوئے مہرے کسی طرح کسی صلح کی طرف غیر مشروط طور پر مائل ہو سکتا تھا۔انہیں یقین تھا کہ شیبانی خان جیسا شاطر انسان اپنی کسی نہ کسی شرط کو بلا ردوقدح منوانا چاہے گا ۔وہ شرط یا شرائط کیا ہوں گی ؟ یہ وہ قطعاً نہیں جانتے تھے۔یہاں بابر کے دل میں بھی کئی ہول اٹھ رہے تھے۔وہ ایک انجانی صورتِ حال سے دوچار تھا۔

شیر م طغائی اور قوچ بیگ بالآخر شیبانی خان کے فوجی مستقر تک پہنچ گئے۔ شیبانی خان کا ایک فوجی افسر ان دونوں کو شیبانی خان کے خیمے تک لے گیا اور پھر شیبانی خان کی اجازت سے انہیں اس کے حضور پیش کر دیا۔بابر کے بھیجے ہوئے ایلچیوں نے شیبانی خان کے حضور بابر کی طرف سے صلح کا پیغام پہنچایا شیر م طغائی نے دستور کے مطابق شیبانی خان سے عرض کی کہ "سلطانِ معظم! ظہیر الدین بابر آپ کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھانا چاہتا ہے۔اس کی خواہش ہے کہ اگر اسے اور اس کے ساتھیوں کو سمرقند سے بحفاظت جانے کی ضمانت دی جائے تو وہ سمرقند کو غیر مشروط طور پر ان کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں۔" شیبانی خان نے بڑے پُر عزم لہجے میں کہا کہ "ہم سلطانِ محترم کی خواہش صرف ایک شرط پر پوری کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی ہمشیرہ خانزادہ بیگم سے ہمارا نکاح کر دیں۔اگر وہ ہماری یہ شرط پوری کر دیں تو ہم بلا حیل و حجت انہیں شہر سمرقند سے بحفاظت نکل جانے کی ضمانت دینے کے لئے تیار ہیں۔یہ کوئی ایسی غیر شرعی اور غیر اخلاقی شرط نہیں ہے کہ جسے ماننے سے سلطان محترم ہچکچاہٹ محسوس

www.ahnafmedia.com

کریں۔"شیرم طغائی اور قوچ بیگ شیبانی خان کی صلح کے لئے پیش کی گئی شرط سے متعلق سن کر سکتے میں آ گئے۔ انہیں توقع ہی نہیں تھی کہ شیبانی خان صلح کے لئے اس قسم کی شرط پیش کرے گا۔ مگر فاتح شخص کی اس شرط کو مانے بغیر بھی کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ دونوں ایلچیوں نے دھیمے لہجے میں شیبانی خان سے کہا کہ "سردارِ محترم! ہم آپ کی طرف سے پیش کی گئی شرط سلطانِ معظم کے حضور پیش کریں گے۔ منظور یا نا منظور کرنے کا فیصلہ وہی صادر فرما سکتے ہیں۔ ہم تو ان کے حکم کے غلام ہیں۔ اب ہمیں اجازت مرحمت فرمایئے تا کہ ہم واپس جا کر آپ کا فرمان سلطانِ معظم تک پہنچا سکیں"

شیبانی خان نے اپنے فوجی سردار کو حکم دیا کہ شاہی ایلچیوں کو پورے احترام کے ساتھ رخصت کر دیا جائے۔ فوجی سردار نے شیبانی خان کا اشارہ پاتے ہی شیرم طغائی اور قوچ بیگ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں سر تسلیم خم کرتے ہوئے اور کورنش بجالاتے ہوئے شیبانی خان کے خیمے سے باہر آ گئے اور فوجی سردار کی اقتداء میں شیبانی خان کے فوجی مستقر سے نکلتے چلے گئے۔ وہ بڑے مایوسانہ انداز میں واپسی کا سفر طے کرنے لگے۔ انہیں یہ خدشہ لاحق تھا کہ سلطانِ معظم شیبانی خان کی یہ شرط کبھی بھی قبول نہیں کرے گا۔ اسی حیص بیص میں دونوں سردار بابر کے حضور آ حاضر ہوئے۔ بابر بھی ان کا منتظر تھا۔ شیرم طغائی اور قوچ بیگ کو اپنے سامنے پا کر ان سے پوچھنے لگا "تمہاری سفارت کا کیا بنا؟" شیبانی خان نے ہماری طرف سے بھیجے گئے صلح جوئی کے پیغام کا کیا جواب دیا؟ دونوں سردار ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے۔ سلطانِ معظم سے بات کرنے کے لئے ان کے ہونٹ اور گلے سوکھے جا رہے تھے۔ ان کے پاس کوئی الفاظ نہیں تھے کہ وہ شیبانی خان کی عائد کی گئی شرط اس کے سامنے رکھیں کیونکہ شیبانی خان کی شرط ان کے نزدیک بڑی نامعقول اور غیر اخلاقی تھی جسے بابر جیسا غیرت مند انسان کبھی قبول نہیں کر سکتا تھا۔ (جاری ہے)

www.ahnafmedia.com

موسم سرما اور انسانی صحت

ڈاکٹر عبدالحق

سردی کی شدت اضافے کے ساتھ ہی آج کل ہر دوسرا فرد نزلہ وزکام سے متاثر دکھائی دے رہا ہے۔ صحت سے لاپرواہی برتتے ہوئے لوگوں کی اکثریت نزلے و زکام کو معمولی بیماری سمجھ کر نظر انداز کر دیتی ہے اور اگر کچھ لوگ اس طرف دھیان بھی دیں تو ایک جوشاندہ پی لینے یا کوئی ایلوپیتھک گولی کھالینے کو کافی خیال کر لیتے ہیں۔

حالاں کہ یہ مرض اتنا غیر اہم بھی نہیں جتنا کہ ہم تصور کرتے ہیں، اور اس کے علاج پر توجہ نہیں دیتے۔ طبی ماہرین کے نزدیک اگر نزلے کا بر وقت اور مناسب سد باب نہ کیا جائے تو یہ کئی موذی اور تکلیف دہ عوارض کو بدن انسانی پر مسلط کرنے کا ذریعہ بن کر تن درستی اور صحت مندی کو کھا جاتا ہے۔

اور مسلسل نزلہ رہنے سے قبل از وقت بالوں کا سفید ہونا عام دیکھا جا سکتا ہے، نزلہ قوت بصارت میں کمی کا سبب بن کر زندگی کی رنگینیوں اور رونقوں کو مدھم کر دیتا ہے، دماغی صلاحیتوں اور قابلیتوں پر اثرانداز ہو کر کامیابیوں کے حصول کو مشکل تر کر دیتا ہے۔

متواتر گلے میں لیس دار رطوبتوں کے گرتے رہنے سے آواز کی خوب صورتی میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ آدمی کسی محفل میں پر سکون ہو کر بات کرنے سے قاصر رہنے لگتا ہے۔ ہر وقت کھنگورے مارنے کی عادت اسے نفسیاتی مریض بنا دیتی ہے۔ اعصابی و عضلاتی ضعف لاحق ہو کر انسان کو وقت سے پہلے بڑھاپے کی دہلیز پر لا کھڑا کرتا ہے۔

دانتوں کا پیلا پن، دانتوں میں کھوڑ پیدا ہونا، ورم حلق، کانوں کے امراض

www.ahnafmedia.com

پیدا ہونا، ناک کے افعال میں نقص واقع ہونا جیسے ناک کے نتھنے بند ہونا، ناک کے ذریعے سانس لینے میں دقت ہونا وغیرہ جیسے مسائل کا باعث بھی دائمی نزلہ ہی بنتا ہے۔ تنفسی امراض میں سے سانس کی نالیوں کا انفیکشن بھی گلے میں بلغمی رطوبتوں کے گرتے رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

بلغمی رطوبت کی وجہ سے معدہ بھی کمزوری کا شکار ہو جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ بھوک میں کمی واقع ہونے لگتی ہے۔ جس کے نتیجے میں پورا بدن انسانی کمزوری کی گرفت میں آجاتا ہے۔

نزلے کی کئی اقسام ہوتی ہیں۔ نزلہ بارد، یعنی سردی کی زیادتی سے ہونے والا نزلہ۔ نزلہ حار، یعنی مزاج میں گرمی بڑھ جانے کی وجہ سے نزلے کا لاحق ہونا۔ دائمی یا مستقل رہنے والہ نزلہ جسے عوام الناس کیرا بھی کہتے ہیں یہی سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ وبائی نزلہ زکام اکثر و بیشتر موسم بدلتے ہی حملہ آور ہوتا ہے اور اس کی زد سے کوئی خوش نصیب ہی بچ پاتا ہے۔

وبائی زکام جسے عرف عام میں فلو بھی کہا جاتا ہے ایک وائرل مرض ہے جو چھوت کی شکل میں ایک فرد سے دوسرے کو منتقل ہوتا ہے۔ وبائی زکام یا نزلے کو ہم میعادی بھی کہہ سکتے ہیں اور یہ عام طور پر 10 سے 15 ایام میں خود بخود ہی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ جب زکام حملہ آور ہوتا ہے تو جسم میں ہلکے ہلکے درد کا احساس ہونے لگتا ہے۔

آنکھوں میں سرخی ظاہر ہونے لگتی ہے۔ سر میں بھاری پن اور درد محسوس ہوتا ہے۔ جسم میں سستی اور کمزوری کا غلبہ بڑھنے سے کسی کام کا جی نہیں چاہتا، بعض اوقات بخار بھی ہو جاتا ہے۔ بھوک نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہے۔

پانی کی بار بار طلب تو ہوتی ہے مگر پینے کو جی نہیں چاہتا۔ ناک اور آنکھوں سے پتلی اور خراش دار رطوبت بہتی رہتی ہے۔ بار بار پونچھنے کی وجہ سے ناک سرخ ہو

www.ahnafmedia.com

جاتی ہے۔ چہرے کی رنگت میں بھی سرخی در آتی ہے۔عام طور پر جب جسم موسمی تبدیلی کو قبول نہ کرسکے تو ردعمل کے طور پر بعض اوقات زکام کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ”احتیاط بہتر ہے علاج سے“ کے عالمگیر کلیے پر عمل کرتے ہوئے ہم خاطر خواہ حد تک نزلہ وزکام سمیت کئی دیگر موسمی اور وبائی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں، موسم کی تبدیلی کے مخصوص وقت سے چند روز قبل ہی اس کی مناسبت سے اپنی غذا، لباس اور رہن سہن میں تبدیلی کر لینی چاہیے۔

زیر نظر تحریر میں ہم وبائی زکام اور نزلہ سے بچنے کی تراکیب، گھریلو علاج اور غذائی تدابیر کا ذکر کر رہے ہیں۔ شہد، قادر مطلق کی ایک انمول نعمت ہے، اس میں حکیم کائنات نے کمال قوت شفا یابی رکھی ہے۔ شہد کا باقاعدہ استعمال بیماریوں کے خلاف بدن انسانی کی قوت مدافعت کو مضبوط کرتا ہے۔ موسم کی مناسبت سے شہد کا استعمال کیا جائے تو یہ ہمیں کئی خطرناک امراض کے حملوں سے بچائے رکھتا ہے۔

موسم گرما میں شہد کے 2 چمچے سادہ پانی میں حل کر کے اور موسم سرما میں نیم گرم پانی میں ملا کر نہار منہ پینا بے شمار فوائد کا حامل ہوتا ہے، قہوہ میں شہد ڈال کر استعمال کرنے سے نزلہ میں بہت جلد افاقہ ہوتا ہے۔

نزلے کے اچانک حملہ آور ہو جانے کی صورت میں درج ذیل جوشاندہ بنا کر 2 اور 3 خوراکیں پینے سے ہی اس کی تکلیف سے نجات مل جاتی ہے ”گل بنفشہ 10 گرام، گاؤزبان 5 گرام، لہسوڑیاں 3 گرام“ تینوں اجزاء کو 2 کپ پانی میں پکا کر حسب ضرورت چینی ملا کر 4 گھنٹے کے وقفے سے ایک ایک کپ پی لیں۔ یا ”گل بنفشہ 10 گرام، گل سرخ 10 گرام، برگ گاؤزبان 10 گرام، اسطوخودوس 10 گرام، چھلکا ہرڈ زرد 10 گرام“ سب اجزاء کو باریک پیس کر ہم وزن مصری ملا کر رکھیں، 3 گرام خوراک دن میں 3 بار سادہ پانی سے استعمال کریں۔

www.ahnafmedia.com

اس سفوف کو حفظ ما تقدم کے طور پر بھی استعمال کیا جائے تو کافی حد تک نزلے اور زکام کے حملے سے بچت ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں درج ذیل شربت کا متواتر کئی روز تک استعمال آپ کو دائمی نزلے سے بھی نجات دلادے گا" املتاس 15 گرام، ملٹھی 10 گرام، گاؤزبان 10 گرام، سپستاں 10 گرام، عناب 10 عدد" ان تمام اشیاء کو 2 کلو پانی میں پکائیں جب عرق آدھا کلو رہ جائے تو 1 کلو چینی میں قوام بنا کر ٹھنڈا ہونے پر صاف اور خشک بوتل میں محفوظ کرلیں، صبح، دوپہر اور شام قبل از غذا 2 چمچے کھانے والے پیتے رہیں۔ نزلہ وزکام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے جو شاندے اور شربت وغیرہ بھی بازار میں وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں جنھیں استعمال کر کے اس مرض سے جان چھڑائی جاسکتی ہے۔ گندم کے آٹے سے نکالے گئے پھوک کو پانی میں ابال کر اس کی بھاپ لینا بھی نزلہ وزکام سے نجات دلاتا ہے۔ بلغمی مزاج والے افراد لونگ یا دار چینی کو بطور قہوہ استعمال کریں تو بھی انھیں افاقہ ہو گا۔ اگر نزلہ گرمی کی زیادتی سے ہوا ہو تو درج ذیل طبی مرکبات کے استعمال سے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ خمیرہ خشخاش، خمیرہ بنفشہ، خمیرہ ابریشم سادہ، خمیرہ گاؤزبان سادہ، لعوق سپستاں، لعوق خیارشنبر، نزلی، اطریفل اسطوخودوس، اطریفل زمانی، اطریفل کشنیزی۔

نزلے میں چاول، بڑا گوشت، کولا مشروبات، چکنائیاں، چاکلیٹ، مٹھائیاں اور تیز مسالوں والی غذاؤں سے مکمل پرہیز کیا جانا چاہئے۔ ہاں البتہ دیسی مرغی کا یخنی نما شوربہ اور بغیر چربی والے بکرے کے گوشت کی تری زکام اور نزلے سے جلد جان چھڑانے میں خاطر خواہ حد تک ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ دوران بیماری ہلکی پھلکی غذائیں کھائیں۔ کھچڑی، جو کا یا گندم کا دلیا استعمال کریں تو بہت ہی مناسب ہو گا۔ اس کے علاوہ پھلوں کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے۔ اگر گھریلو تراکیب آزمانے کے باوجود علامات برقرار رہیں تو کسی ماہر معالج سے رجوع کرنا چاہئے۔

www.ahnafmedia.com

ماہنامہ بنات اہلسنت ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
قاری عبدالوکیل عزیزی	سیالکوٹ	03338639255
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبداللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبداللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
محمد رئیس	ٹانک	03319143483
مولانا خالد زبیر	لاہور	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
مولانا غلام مرتضیٰ	فورٹ عباس	03052475330
مولانا محمد صدیق	ڈیرہ غازی خان	03356351893
مولانا محمد قاسم	ملتان	03007408019
قاضی اسرائیل گڑنگی	مانسہرہ	03023501755
مولانا طارق حسین	پشاور	03219192406
مولانا امان اللہ حنفی	سرگودھا	03067800751
مولانا محمد اختر	کبیر والا	03336228425
ذوالقرنین	ڈیرہ اسماعیل خان	03343682508

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808

www.ahnafmedia.com